التبشیر برد التحذیر

مع

التنقید برفع ظلام التحذیر

تصنیف

حضرت سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی

ناشر مکتبہ فریدیہ ● جناح روڈ ● ساہیوال

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کا تنقیدی جائزہ
اور آئیہ مبارکہ خاتم النبیّن کی صحیح تفسیر

التبشیر مع التنویر
برد التحذیر

تصنیف

① علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی
② شیخ القرآن علامہ غلام علی صاحب اوکاڑوی

ناشر مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

ہدیہ پانچ روپے صرف
طابع: ایم منیر قاضی، ملی پرنٹرز، ۹۰ سرکلر روڈ، لاہور

عرضِ ناشر

غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں حضرت قبلہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہٗ کی ذات ستودہ صفات علمی حلقوں میں ہرگز محتاجِ تعارف نہیں آپ جہاں تقریر کے دھنی ہیں وہاں تحریر کے بھی شہنشاہ ہیں۔ آپ کا قلم جس موضوع پر بھی اُٹھا اُس پر آپ نے تحقیق کے دریا بہا دیئے اور پڑھنے والے آپکی جلالتِ علمی پر عش عش کر اُٹھے۔ ”الحق المبین“، ”تسکین الخواطر“، ”میلاد النبی“، ”کتاب التراویح“ اور اس جیسی دیگر بلند پایہ وگرانمایہ کتابیں آپ کے علمی تبحر کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ آپکو اعلیحضرت امام اہل سنّت مجدّدِ دین وملّت حضرت قبلہ علامہ الشاہ احمد رضا خان صاحب فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز سے خصوصی عشق اور لگاؤ ہے اور یہی وجہ ہے کہ جس کسی جاہل ونابکار نے اعلیحضرت فاضلِ بریلوی پر اپنی جہالت وکم علمی کی بنا پر کبھی کوئی اعتراض کیا تو آپ نے اپنے نشتر نما قلم سے اُس کا ایسا ردِّ بلیغ فرمایا کہ اُسے تاقیامت سر اُٹھانے کی جرأت نہ رہی۔ ”الاہداء“ اور اس جیسی آپ کی دیگر تالیفات اسی موضوع سے متعلق ہیں۔ غرضیکہ آپ ہمیشہ حق کی حمایت واعانت اور باطل کی سرکوبی کے لئے سینہ سپر رہے۔ زیرِ نظر کتاب آپ کے تبحرِ علمی کا ایک عظیم شاہکار ہے اور اس میں آپ نے صاحبِ تحذیرالناس مولوی قاسم نانوتوی بانیٔ دارالعلوم دیوبند کی نام نہاد علمیت کا بھانڈا جس طرح عین چوراہے میں پھوڑا ہے وہ خاص آپ ہی کا حصہ ہے۔ اندازِ تحریر ایسا دل نشیں ہے کہ قاری اس کو پڑھنا شروع کرے تو ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ ہر جملہ بے مثل اور ہر لفظ بے نظیر ہے۔ اور پوری کتاب آپ کے بلند ترین علمی معیار کی عکاسی کرتی ہے۔ آپ کی یہ لاجواب تالیف لطیف آج تک منظرِ عام پر نہیں آئی تھی۔

لے غزالیٔ زماں کی تمام تصانیف مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال سے طلب فرمائیں۔

”مکتبہ فریدیہ ساہیوال“ کو فخر ہے کہ وُہ یہ عظیم الشان علمی ومعیاری کتاب عمدہ کتابت، بہترین طباعت اور شاندار کاغذ سے مزین ومرصع کر کے آپکی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے نیز اسی موضوع پر حضرت علامہ مولانا غلام علی صاحب اوکاڑوی کی غیر مطبوعہ بے نظیر کتاب ”**التنویر لدفع ظلام التحذیر**“ بھی ساتھ شامل کر دی گئی ہے۔

امید ہے کہ اہل علم اس کا والہانہ خیر مقدم کریں گے اور ہماری اس کوشش کو تحسین کی نظر سے دیکھیں گے۔ آخر میں ہم جناب محمد صدیق صاحب فانی خوشنویس ساہیوال کا پُرخلوص شکریہ ادا کرتے ہیں، جنہوں نے اس اہم کتاب کی اشاعت کی طرف ہماری توجہ مبذول فرمائی۔

ابو العطاء حافظ نعمت علی چشتی

مالک مکتبہ فریدیہ ساہیوال

دیباچہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

امابعد ایک کرم فرمانے مجھے ایک خط لکھا تھا۔ جس میں چند سوالات درج تھے ان میں سے بعض کے جوابات " الحق المبین " میں پہلے ہی آگئے تھے۔ اس لئے ان کا اعادہ بے فائدہ تھا۔ ایک سوال میری ذات سے متعلق تھا اور ایک کا تعلق کسی اصولی بحث سے نہ تھا تاہم دونوں کے جوابات زیرِ نظر مضمون میں آگئے ہیں البتہ ایک سوال ایسا تھا کہ اس کی اہمیت کے پیش نظر مستقل حیثیت سے اس کا جواب لکھنا ضروری معلوم ہوا۔ مگر سائل کا طرزِ تخاطب اس قدر جارحانہ تھا کہ جواب کی حیثیت سے اس پر کچھ لکھنا میری افتادِ طبع کے خلاف تھا اس کے باوجود محض اظہارِ حق کی خاطر مجھے یہ مضمون لکھنا پڑا۔ جس میں بحث کے تمام اصولی پہلوؤں کو میں نے اُجاگر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، اسی وجہ سے مضمون اتنا طویل ہوگیا کہ اس نے ایک مستقل رسالہ کی صورت اختیار کرلی۔

اس سوال کا مبنیٰ اعلحضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ العزیز پر یہ الزام ہے کہ ممدوح موصوف نے "تحذیر الناس" کے مختلف مقامات سے تین نامکمل فقروں کو لے کر ایک فقرہ بنالیا جس سے کفری مضمون پیدا ہوگیا۔ زیر نظر مضمون میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔

اس مضمون میں "تحذیر الناس" کی چودہ۱۴ غلطیاں ہدیہ ناظرین کی گئی ہیں اور ہر غلطی کے ضمن میں دلائل کے ساتھ تحذیر الناس کے مباحث کا رد کیا گیا ہے۔

آیۂ کریمہ " ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین " میں استدراک کی توجیہات علمائے محققین کی تصریحات کی روشنی میں اس انداز سے کی گئی ہیں کہ تحذیر الناس کے تمام اوہام کا ابطال ہوگیا ہے۔ ساتھ ہی اس حقیقت کو بھی واضح کردیا گیا ہے کہ چودہ سو برس میں آج تک کسی عالم دین نے آیۂ مبارکہ " ولکن رسول اللہ وخاتم النبین " کی تفسیر کرتے ہوئے "خاتم النبین" کے معنی "آخر النبین" کو عوام کا خیال قرار دے کر بنائے خاتمیت تاخرِ زمانی کے سوا کسی اور چیز پر نہیں رکھی۔ نہ آج تک کسی نے نبوت کی تقسیم بالذات اور بالعرض کی ہے۔

اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ اثر عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی تاویل میں نانوتوی صاحب کا مسلک جمہور امت مسلمہ کے قطعاً خلاف ہے حتیٰ کہ بعض اکابر دیوبند نے بھی نانوتوی صاحب کی اس تاویل سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ دیوبند کے مولانا انور شاہ صاحب کشمیری نے "فیض الباری" میں "تحذیر الناس" کی تاویل کا ردِ بلیغ فرمایا ہے، جیسا کہ اس بیان کو پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میری نیت اس تحریر سے اظہارِ حق کے سوا کچھ نہیں۔ واللہ المستعان وھو حسبی ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۲۷ر جولائی ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

وسیع المناقب .... اصلحکم اللہ تعالیٰ

السلام المسنون:

آپ کا طویل دل خراش مکتوب بذریعہ رجسٹری موصول ہوا۔ جسے پڑھ کر جواب لکھنے کے لئے طبیعت آمادہ نہ ہوئی۔ کیوں کہ آپ کا جارحانہ طرزِ تخاطب اتنا تلخ تھا کہ اس کے احساس نے سنجیدگی کا ساتھ نہ دیا۔ پھر یہ کہ آپ کے اکثر سوالات ایسے تھے جن کے جوابات بارہا دیے جا چکے ہیں۔ میں خود بھی "الحق المبین" میں ان کے جوابات لکھ چکا ہوں۔ بعض سوالات محض جذباتی تھے جن کا تعلق کسی اصولی بحث سے نہ تھا۔ مثلاً علمارِ بریلی نے قرآن و حدیث اور علوم دینیہ کی کوئی خدمت نہیں کی نہ کوئی تفسیر لکھی نہ حدیث میں کچھ لکھا نہ فنون میں کوئی کتاب لکھی حتیٰ کہ کوئی شرح یا حاشیہ تک لکھنے کی توفیق نہ ہوئی۔ تمام کتب متداولہ پر ہمارے علماء کے شروح و حواشی پائے جاتے ہیں وہی کتابیں آپ لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں وغیرہ وغیرہ

حقانیت کا معیار

حالاں کہ ایک حق پسند انسان اس بات کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ حقانیت کا معیار یہ نہیں جو آپ پیش کر رہے ہیں بلکہ ادلۂ شرعیہ اور کتاب و سنت کی تصریحات ہی حق کی کسوٹی ہیں اگر ایک بہت بڑے مصنف کے خلاف کوئی شخص استقرارِ حق کا دعوےٰ دائر کر دے تو اس کے جواب میں شرعی اور قانونی ثبوت ہی قبول کیا جائے گا۔ یہ نہیں کہ اس مصنف کی

تصنیفات اس کے بری الزمہ ہونے کے لئے کافی ہو جائیں۔ حق و باطل کا فیصلہ دلیل سے ہوتا ہے۔ تصانیف سے نہیں ہوتا۔ پھر یہ کہ علمارِ بریلی اس حیثیت سے کہ وہ بریلی سے تعلق رکھتے ہیں ہرگز ہمارے مقتدا نہیں بلکہ ان کا مقتداء ہونا اس مسلک کی بنا پر ہے جو سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت کے نزدیک حق ہے خواہ اس مسلک کے حامی بریلی میں ہوں یا دیوبند میں یا کسی اور جگہ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس مسلک کے حامی علمار کون ہیں اور انہوں نے علمی دُنیا میں کیا کارنامے انجام دیے ہیں تو اس کے متعلق سرِدست مجھے کسی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں آئندہ مباحث پڑھ کر آپ خود فیصلہ کر لیں گے کہ علمائے مفسرین و محدثین جن کے علمی کارناموں کا آپ بھی انکار نہیں کر سکتے کس مکتبۂ فکر کے ہم مسلک تھے۔

ایک تلخ حقیقت

اور اگر بریلی کی خصوصیت ہی آپ کے پیشِ نظر ہے تو بفضلہٖ تعالےٰ میں پورے وثوق کے ساتھ عرض کر سکتا ہوں کہ بریلوی علمار کسی میدان میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ مگر سوءِ اتفاق سے جاہ و منصب کے پرستاروں، خودستائی اور شہرت کے متوالوں کی اجتماعی قوتیں جب نشر و اشاعت کے ذرائع پر حاوی ہو گئیں اور انہوں نے اپنے حریفوں کے خلاف ایک مضبوط اور مستقل محاذ قائم کر لیا تو ایسی صورت میں کیوں کر ممکن تھا کہ ان کے کسی مدِمقابل کی علمی خدمات منظرِ عام پر آسکیں، یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس کی تفصیل ایک دفترِ طویل کو چاہتی ہے۔

معتزلہ کا اہلسنّت پر الزام

کچھ بھی سہی اتنی بات کا انکار تو کوئی انصاف پسند آدمی نہیں کر سکتا کہ اپنے مخالفوں کو نیچا دکھانے کے لئے اس قسم کے اوچھے ہتھیار ہمیشہ استعمال ہوتے چلے آئے ہیں۔ جس زمانہ

میں معتزلہ کے علمی کارناموں کا دور دورہ تھا اہلسنت کو اسی طرح موردِ الزام قرار دیا جاتا رہا۔

غیر مقلدین کا امام اعظم پر الزام

غیر مقلدین سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلاف آج تک یہی کہتے ہیں کہ امام صاحب نے نہ کوئی تفسیر لکھی نہ حدیث ہی کی کوئی خدمت کی صرف ستّرہ حدیثیں انہیں یاد تھیں انہوں نے ساری عمر قیاس اور رائے کی وادیوں میں گذار دی۔

ظاہریہ، شوافع اور حنابلہ کا علمائے احناف پر الزام

متعصب قسم کے ظاہریہ، شوافع اور حنابلہ وغیرہ علماء احناف کے خلاف یہی کہتے رہے کہ یہ لوگ اصحاب الرائے ہیں نہ انہوں نے کوئی تفسیر لکھی نہ حدیث، محض فقہی مسائل میں اُلجھے رہے بلکہ اس زمانہ میں مرزائی بھی اہلِ حق کے خلاف اس قسم کے اوچھے ہتھیار استعمال کرنے سے باز نہیں آتے۔ یورپ اور امریکہ ممالک میں تبلیغ اسلام کے بلند بانگ مدعی، انگریزی زبان میں بزعم خود تفسیر قرآن لکھنے کے کارناموں کو بیان کر کے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے اور اہلِ حق کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں کیا کوئی حق پسند انسان ان باتوں سے متاثر ہو کر حق و باطل کے اصل معیار سے منحرف ہو سکتا ہے۔

تحریکِ ختم نبوت میں گرفتار کیوں نہیں ہوئے؟

ایک سوال خاص میری ذات کے متعلق بھی کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تحریکِ

ختم نبوت میں آپ گرفتار کیوں نہیں ہوئے۔ اگرچہ یہ بات اب بے وقت ہے مگر جواباً اتنا ضرور عرض کروں گا کہ جہاں تک عقیدہ ختم نبوت کا تعلق ہے، میرا یہ مضمون آپ کے سامنے ہے جس کو بغور پڑھنے کے بعد آپ خود فیصلہ کر لیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہونا کس کا عقیدہ ہے۔

رہا تحریک کے زمانہ میں گرفتاری کا مسئلہ تو اس کا جواب تو آپ کو اس وقت کے مفتیانِ حکومت سے پوچھنا چاہیئے تھا۔ میں تو صرف اتنی بات جانتا ہوں کہ جب مجلس عمل کے ارکان مولوی خیر محمد صاحب جالندھری اور مولوی محمد شفیع صاحب مہتمم مدرسہ قاسم العلوم وغیرہ حضرات نے مجھے ملتان کی تحریک کا صدر بنایا تو میں نے اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے اپنے فرائض کو بحسن و خوبی انجام دیا جس کی دلیل یہ ہے کہ ہر جگہ یہ تحریک ختم ہونے کے باوجود بھی ملتان میں نہایت پُرامن طریقے سے آخر تک چلتی رہی۔ لیکن چونکہ میں نے امن عامہ کو بھی برقرار رکھنے کی پوری کوشش کی تھی اس لئے مجھے گرفتار نہیں کیا گیا۔

قابلِ غور بات

قابلِ غور بات یہ ہے کہ صدر کی کارگزاری تو ارکان عاملہ کے فیصلہ کے مطابق ہی ہوا کرتی ہے اس صورت میں اگر میرا گرفتار نہ ہونا آپ کے نزدیک موجب اعتراض ہے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مولوی خیر محمد صاحب اور مولوی محمد شفیع کے گرفتار نہ ہونے پر آپ نے کیوں اعتراض نہیں کیا۔

صرف یہ نہیں بلکہ مرکزی مجلس عاملہ کا مرکزی نقطہ تو آپ کے مولوی احتشام الحق تھانوی اور مولوی مفتی محمد شفیع دیوبندی تھے اب آپ مجھے بتائیں کہ ان کے گرفتار نہ ہونے میں کیا راز تھا؟

؎ اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت ٭ دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند قبا دیکھ

خلاصہ یہ کہ آپ کے دِل خراش طرزِ تخاطب اور فرسودہ سوالات کے پیشِ نظر قلم اُٹھانے کو دل نہ چاہتا تھا مگر اس کے باوجود آپ کو جواب دینے کی غرض سے نہیں بلکہ حق کو واضح کرنے کے لئے صرف ایک سوال کا جواب حوالۂ قلم کرتا ہوں جو باوجود فرسودہ ہونے کے اہمیت رکھتا ہے اور بابِ عقائد میں اسے بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

لیکن یہ عرض کر دوں کہ میں بہت عدیم الفرصت ہوں اسلئے آپ میری اس تحریر کو پہلی اور آخری تحریر تصور فرمائیں۔ اگر آپ نے انصاف کی نظر سے میرا یہ مضمون پڑھا تو انشاء اللہ دوبارہ کچھ لکھنے کی آپ کو ضرورت پیش نہ آئے گی۔ البتہ تعصب سے کام لیا گیا تو کسی مرحلہ پر بھی آپ مطمئن نہیں ہو سکتے۔

مختصراً یہ کہ اگر اس تحریر کے بعد آپ مزید وضاحت کے طالب ہوں تو خط لکھنے کی بجائے آپ خود میرے پاس تشریف لے آئیں انشاء اللہ تعالےٰ زبانی معروضات سے دریغ نہ کرونگا۔ مگر بار بار تحریر کے لئے میرے پاس وقت نہیں، لہٰذا آئندہ اس سلسلہ میں کسی تحریر کی آپ مجھ سے توقع نہ رکھیں۔

میں نے اپنے اس مضمون میں بحث کے اہم ترین پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر آپ نے اسے بغور پڑھ لیا تو مجھے اُمید ہے کہ آپ پر اپنے بقیہ سوالات جن کے جوابات "الحق المبین" میں آگئے ہیں کی حقیقت بھی منکشف ہو جائے گی۔ اور آپ سمجھ جائیں گے کہ ان کا اعادہ تضییع اوقات کے سوا کچھ نہیں۔ اظہارِ حق کے لئے یہی ایک مضمون کافی ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

سوال کا خلاصہ اور اس کا جواب

آپ کے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے تحذیر الناس کے تین بے ترتیب اور نامکمل فقروں کو مسلسل کلام میں ایک فقرہ بنا کر کفری مضمون پیدا کر لیا۔ اس کے متعلق میری گذارش یہ ہے کہ:

یہ صحیح ہے کہ اعلحضرت بریلوی قدس سرہ العزیز نے تحذیر الناس کی تین عبارتوں کو مسلسل کلام میں بیان فرمایا ہے لیکن حضرت موصوف پر یہ الزام سراسر غلط ہے کہ انہوں نے ناتمام فقروں کو مختلف صفحات سے لے کر ایک ہی فقرہ بنا ڈالا۔ حقیقت یہ ہے کہ حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی تین مستقل عبارتوں کا خلاصہ مسلسل کلام میں بیان کر دیا گیا ہے۔ حسام الحرمین کی عبارت حسب ذیل ہے:۔

> قاسم النانوتوی صاحب تحذیر الناس وهو القائل فیه لو فرض فی زمنه صلی اللہ علیه وسلم بل لو حدث بعده صلی اللہ علیه وسلم نبی جدید لم یخلّ ذالك بخاتمیته وانما یتخیل العوام انه صلی اللہ علیه وسلم خاتم النبیین بمعنی اخر النبیین مع انه لا فضل فیه اصلاً عند اهل الفهم (حسام الحرمین ص۱۱)

تحذیر الناس کی تین مستقل عبارتوں کا خلاصہ

اس عبارت میں تحذیر الناس کی تین مستقل عبارتوں کا خلاصہ بیان

کیا گیا ہے وہ تین عبارتیں حسب ذیل ہیں :۔

(۱) "غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

صـ۱۳

(۲) "ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔"

صـ۲۳

(۳) "بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے اھ صـ۳

عبارت ۱ میں لفظ خاتم میں ختم کو جس معنی میں تجویز کرکے یہ کہا گیا کہ "اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا باقی رہتا ہے۔" وہی معنی

مرزائی تجویز کرتے ہیں اور یہ ایسے معنی ہیں جنہیں اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کسی نے تجویز نہیں کیا۔

اعتراض غلط ہے

آپ کا یہ اعتراض کہ حسام الحرمین میں تین مختلف صفحات سے بے ترتیب تین نا تمام فقروں کو لے کر ایک ہی فقرہ بنا ڈالا قطعاً غلط ہے۔ ہم نے تحذیر الناس کے وہ تینوں بے ترتیب فقرے مختلف صفحات سے خط کشیدہ صورت میں نقل کر دیئے ہیں اور ساتھ ہی زائد عبارت بھی نقل کر دی ہے تاکہ ہر فقرہ کا تمام یا نا تمام ہونا اچھی طرح واضح ہو جائے نیز ان کے مضمون کا وہ خلاصہ بھی ذہن نشین ہو جائے جسے حسام الحرمین میں بیان کیا گیا ہے۔

تینوں فقرے مستقل ہیں

ہر منصف مزاج آدمی تحذیر الناس کے منقولہ بالا تینوں فقروں کو پڑھ کر یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگا کہ یہ تینوں مستقل فقرے ہیں۔ صـ۱۳ والے فقرے کا صاف و صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اگر کوئی نبی پیدا ہو جاتا تب بھی حضور علیہ السلام والصلوٰۃ کے خاتم النبین ہونے میں کچھ فرق نہ آتا۔ "بالفرض" کے لفظ سے "پیدا" ہونے کے معنی نکلتے ہیں۔ کیوں کہ پہلے انبیاء میں کسی نہ کسی نبی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں ہونا تو امر واقعی ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام۔ امرِ واقعی کو "بالفرض" سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا اس لئے زمانہ نبوی میں کہیں کسی اور نبی کا ہونا مطلقاً "ہونے" کے معنی نہیں دیتا بلکہ پیدا ہونے کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک مستقل مضمون ہے۔ جسے مستقل فقرہ میں صاحبِ تحذیر الناس نے بیان کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جدید نبی

صـ۲۳ والے دوسرے فقرے کا واضح اور

روشن مفہوم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اگر کوئی جدید نبی مبعوث ہو جائے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ یہ بھی ایک مستقل مفہوم ہے، جسے مکمل عبارت میں صاحبِ تحذیر الناس نے بیان کیا ہے۔

ص۳ والے تیسرے فقرے کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ "تاخر زمانی میں فضیلت ماننا اور خاتم النبیین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں عوام کا خیال ہے سمجھدار لوگوں کے نزدیک اس میں کچھ فضیلت نہیں لہذا یہ معنی غلط ہیں کیوں کہ اگر یہ معنی صحیح ہوں تو مقام مدح میں اللہ تعالےٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا غلط ہو جائیگا۔" یہ مضمون بھی مکمل ہے جسے مستقل عبارت میں لکھا گیا ہے۔

تینوں عبارتوں کا مطلب

ان تینوں عبارتوں اور ان کے واضح مطالب کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد یہ کہنا کہ نامکمل اور بے ترتیب فقروں کو جوڑ کر کفریہ معنی پیدا کئے گئے ہیں سراسر ظلم اور زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ تحذیر الناس کی ان تینوں عبارتوں کو ترتیب سے پڑھا جائے یا بے ترتیب۔ ایک عبارت کو پڑھا جائے یا تینوں کو۔ ہر ایک کا وہی مطلب ہوگا جو بیان کیا جا چکا ہے۔ اور یہ تینوں عبارتیں اسلام کے تین اصولی عقیدوں کے خلاف ہیں۔

① حضور علیہ السلام کے زمانہ میں بھی کسی نبی کا پیدا ہونا اسلامی عقیدہ کے منافی ہے مگر تحذیر الناس کی پہلی عبارت میں صاف مذکور ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی (پیدا) ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ ص۱۳

② دوسری عبارت میں واضح طور پر مذکور ہے کہ "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ص۲۳ حالاں کہ بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیتِ محمدی میں ضرور

فرق آئے گا۔ حضور کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا اسلام کے بنیادی عقیدہ کے قطعاً مخالف ہے۔

③ تیسری عبارت میں بھی صاف صاف مذکور ہے کہ "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے

(ص۳)

ہر مسلمان قطعاً یقیناً جانتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بلاشبہ اسی معنی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ یہ عقیدہ اور اسی طرح پہلے دونوں عقیدے اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہیں جن کا منکر مسلمان نہیں ہو سکتا۔

اعلحضرتؒ پر الزام غلط ہے

ہم نے واضح کر دیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ الزام قطعاً بے بنیاد ہے کہ انہوں نے تحذیر الناس کے تین نامکمل غیر مرتب فقروں کو ملا کر ایک کفریہ مضمون پیدا کر دیا۔ بنظرِ انصاف دیکھنے والا فوراً کہے گا کہ یہ الزام دروغ بے فروغ ہے بلکہ تحذیر الناس کی ہر عبارت اپنے مضمون میں مکمل اور مستقل ہے۔ اور تینوں میں سے ہر ایک عبارت اسلام کے اصولی اور بنیادی عقیدہ کے خلاف غیر اسلامی نظریہ کی حامل ہے۔

۲ دوسرا اعتراض اور اس کا جواب

حسام الحرمین کی عبارت پر دوسرا اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ تحذیر الناس کی عبارت یہ ہے کہ "اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔" لیکن حسام الحرمین میں اس کا عربی ترجمہ یوں کیا گیا کہ "لافضل فیہ اصلاً عند اھل الفہم"

"بالذات" کا لفظ اڑا دیا گیا جس سے تحذیر الناس کی عبارت میں کفری معنی پیدا ہو گئے۔ مگر اعتراض کرنے والوں نے یہ نہ دیکھا کہ اسی تحذیر الناس میں اسی عبارت کے آخر میں یہ بھی موجود ہے، کہ

" پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔"

اس کا صاف اور صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام کا سب سے آخری نبی ہونا معاذ اللہ اس قابل ہی نہیں کہ اس کو حضور کی مدح و تعریف میں بیان کیا جائے تو مطلقاً اس وصف مبارک میں فضیلت ہونے کا انکار ہوا۔ ایک عام انسان بھی جانتا ہے کہ مقام مدح میں ذکر کرنے کے لئے کسی وصف کا محض فضیلت ہونا کافی ہے۔ عام اس سے کہ وہ بالذات ہو یا بالعرض۔ دیکھئے نانوتوی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماسوا تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو بالذات نہیں بلکہ بالعرض مانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں ان کے وصفِ نبوت کا ذکر مقام مدح میں جا بجا وارد ہوا ہے جس کا انکار نانوتوی صاحب بھی نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوا کہ مقام مدح میں کسی وصف کے ذکر کی صحت اس کے بالذات فضیلت ہونے پر موقوف نہیں، بلکہ مطلقاً فضیلت ہونا بھی صحت ذکر کے لئے کافی ہے، جب نانوتوی صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہونا محض عوام کا خیال ہے اور وہ اس صورت میں یعنی خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ہونے کی تقدیر پر لفظ خاتم النبیین کو مقام مدح میں بیان کئے جانے کو صحیح نہیں مانتے تو صاف ظاہر ہو گیا کہ ان کی عبارت میں بالذات کا لفظ بالکل مہمل اور بے معنی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے میں ان کے نزدیک کسی قسم کی کوئی فضیلت نہیں۔ نہ بالذات نہ بالعرض۔ ورنہ وہ آخر النبیین کے معنی میں لفظ "خاتم النبیین" کے ذکر کو مقام مدح میں بلا تامل صحیح قرار دیتے۔ یہ ادعائے عدم صحت اس حقیقت پر آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے کہ صاحبِ تحذیر الناس کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے میں کوئی اصلاً فضیلت نہیں۔ لہٰذا اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی

اردو عبارت کا جو مطلب عربی میں بیان فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ انہوں نے تحذیر الناس کی ہر سہ عبارات کے مطالب و معانی کو نقل کیا ہے۔ الفاظ و کلمات کی نقل کا حسام الحرمین میں کسی جگہ دعویٰ نہیں فرمایا۔ اگر کوئی شخص حسام الحرمین میں نقل الفاظ کے دعویٰ کا مدعی ہے تو وہ اس پر دلیل لائے۔ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ وہ نقل الفاظ و کلمات کا دعوےٰ ثابت نہ کر سکے گا۔ اور اہل علم سے مخفی نہیں کہ نقل بالمعنی کے لئے الفاظ و کلمات کو بعینہا نقل کرنا قطعاً ضروری نہیں۔ لہٰذا حسام الحرمین میں بالذات کا لفظ نہ ہونا ہرگز خیانت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

مختصر یہ کہ حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی مختلف مقامات سے جو تین عبارتیں نقل کی گئی ہیں وہ ناتمام فقرے نہیں ہیں بلکہ مستقل عبارتیں ہیں پورے پورے جملے ہیں اور ان میں سے ہر ایک جملہ بجائے خود ایک غیر اسلامی عقیدے کو بیان کرتا ہے ان کی ترتیب بدل جانے سے ان کے مطالب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

وصف نبوت بالذات و بالعرض اور ختم ذاتی و زمانی

ساری اُمّت مسلمہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ختم زمانی کے معنی تو ظاہر ہیں کہ حضور علیہ السلام تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ سب نبیوں کے بعد ہوا۔ نانوتوی صاحب اس ختم زمانی میں کچھ فضیلت نہیں مانتے حتیٰ کہ مقام مدح میں اس کا ذکر ان کے نزدیک صحیح نہیں جیسا کہ تحذیر الناس کی عبارت ص۳ سے ہم نقل کر چکے ہیں۔

چھ زمینوں میں چھ خاتم النبیین

اصل بات یہ ہے کہ اثر عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تسلیم کر لینے کے بعد اس کی توجیہ کرتے ہوئے ہمارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقیہ چھ زمینوں میں جو چھ خاتم النبیین نانوتوی صاحب نے تجویز کئے ظاہر ہے کہ اس کے پیش نظر اثر مذکور دو وجہ سے آیۂ کریمہ

" ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین " کے مخالف قرار پاتا ہے ایک یہ کہ اس آیت میں " وخاتم النبیین " کے معنی ساری امت کے نزدیک " آخر النبیین " ہیں جس کا مفاد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت و نبوی کا زمانہ سب نبیوں کی بعثت کے بعد ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ جس طرح " قبلیت " " بعدیت " کے معارض ہے اسی طرح " معیت " بھی " بعدیت " کے منافی ہے۔ لہٰذا کسی نبی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مبعوث ہونا دونوں باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے " خاتم النبیین " یعنی " آخر النبیین " ہونے کے خلاف ہیں۔

دوسرے یہ کہ مقام مدح میں وصف مدح کا ممدوح کے ساتھ خاص ہونا ضروری ہے۔ جب اثر مذکور صحیح مان کر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مزید چھ خاتم النبیین تسلیم کر لیے تو " خاتم النبیین " ہونا ہمارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خصوصی نہ رہا۔ لہٰذا آیہ کریمہ " ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین " باوجود مقام مدح میں وارد ہونے کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہ رہی۔

ایک نیا راستہ: نبوت کی تقسیم

ان دونوں باتوں کا مقتضا یہ ہے کہ اثر مذکور معلل قرار دے کر ساقط الاعتبار کر دیا جاتا یا اس کی ایسی تاویل کی جاتی کہ مذکورہ بالا دونوں خرابیوں کا انسداد ہو جاتا، جیسا کہ محققین محدثین نے کیا ہے۔ لیکن مصنف تحذیر الناس نے ایک نیا راستہ نکالا۔ اثر مذکور کی بجائے آیہ کریمہ " ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین " کو اپنی تاویلات فاسدہ کا تختۂ مشق بنا لیا۔ وصف نبوت کو " بالذات " اور " بالعرض " کی طرف تقسیم کیا۔ دیکھیے وہ کہتے ہیں:-

" آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوائے آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں۔" (تحذیر الناس ص۴)

اور آیہ کریمہ " ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین " کے معنی بیان کرتے ہوئے صاف کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، عوام کا خیال ہے۔ بنائے خاتمیت تاخر زمانی کے بجائے نبوت بالذات کو قرار دیا۔

نبوت بالذات کو بنائے خاتمیت قرار دینا باطل ہے۔

بالذات اور بالعرض کی تقسیم شرعاً باطل ہے تو وصف نبوت بالذات کو بنائے خاتمیت قرار دینا بداہتہً باطل ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ وصف ذاتی اور اصلی وصف عرضی اور غیر اصلی سے افضل ہوتا ہے۔ لہٰذا ذاتی نبوت عرضی نبوت سے افضل قرار پائیگی۔ جیسا کہ خود صاحب تحذیر الناس نے تسلیم کیا ہے۔ اس تقدیر پر نفس نبوت میں تفضیل کا قول کرنا پڑے گا، جو قرآن و حدیث اور علمائے امت کے مسلک کے منافی ہے۔ دیکھیے قرآن کریم میں ہے۔ " لا نفرق بین احد من رسلہ " اس آیہ کریمہ میں عدم تفریق من حیث النبوۃ والرسالۃ ہے۔ روح المعانی پارہ ۳ ص میں ہے:

" لان المعتبر عدم التفریق من حیث الرسالة دون سائر الحیثیات " اھ

اور تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۶۹ میں ہے:

" بل معنی الایة لا نفرق بین احد من رسلہ وبین احد من غیرہ فی النبوة " اھ

اور ابو السعود بہامش الکبیر جلد ۲ ص ۵۷۳ میں ہے:

" لا نفرق بین احد من رسلہ ...... لان المعتبر عدم التفریق من حیث الرسالة دون سائر الحیثیات الخاصہ " اھ

نبوت اور رسالت میں ذاتی و عرضی کی تفریق باطل ہے۔

مفسرین کرام کی عبارات کی روشنی میں آیہ کریمہ کا مفہوم صاف طور پر واضح ہو گیا کہ نبوت اور رسالت میں ذاتی اور عرضی کی تفریق اور

اس بنا پر ادعائے تفضیل قطعاً باطل ہے۔

نفس نبوت میں تفضیل ممنوع ہے

اسی طرح حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔ کہ نفس نبوت میں تفضیل ممنوع ہے۔ دیکھئے حدیث شریف میں وارد ہے:

”لا تخیرونی علی موسیٰ الحدیث (مرفوع عن ابی ھریرہ بخاری جلد اول جزو ۹ باب الخصومات ص ۳۲۵)

عینی شرح بخاری میں ہے:

”الخامس انہ نہی عن التفضیل فی نفس النبوۃ لا فی ذوات الانبیاء علیہم السلام وعموم رسالتہم وزیادۃ خصائصہم وقد قال تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض (عینی جلد ۷ ص ۶۸ طبع قدیم)

اس حدیث کے تحت حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں:

”وقیل النہی عن التفضیل انما ھو فی حق النبوۃ نفسہا لقولہ تعالیٰ لا نفرق بین احد من رسلہ ولم ینہ عن تفضیل بعض الذوات علی بعض لقولہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض اھ (فتح الباری جلد ۶ ص ۳۲۶ طبع مصر)

علامہ قسطلانی بھی شرح بخاری میں حدیث ”ما ینبغی لاحد ان یقول خیرا من ابن متی“ کے تحت انہی الفاظ میں رقمطراز ہیں۔ دیکھئے قسطلانی کتاب التفسیر سورہ صافات جلد سابع ص ۳۱۵

”ای فی نفس النبوۃ اذ لا تفاضل فیہا نعم بعض النبیین افضل من بعض کما ھو مقرر اھ“

نیز اسی صفحہ پر آٹھ سطر کے بعد فرماتے ہیں:

”ونفس النبوۃ لا تفاضل فیہا اذ کلہم فیہا علی حد سواء کما مر“

اسی طرح بخاری شریف جلد اول ص ۴۸۴ باب وفات موسیٰ علیہ السلام کے حاشیہ میں حدیث ”لا تخیرونی علی موسیٰ“ پر مرقوم ہے۔

”قولہ لا تخیرونی علی موسیٰ۔ وقیل النہی عن التفضیل انما ھو فی حق النبوۃ نفسہا لقولہ تعالیٰ لا نفرق بین احد من رسلہ لا فی ذوات الانبیاء وعموم رسالتہم لقولہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض اھ

نیز حاشیہ بخاری میں حدیث ”ولا اقول ان احدا افضل من یونس بن متی“ جلد اول ص ۴۸۵ پر مسطور ہے:

”قولہ لا اقول ان احدا افضل اھ ای لا اقول ان احدا اخیر من یونس من تلقاء نفسی ولا افضل علیہ احدا من حیث النبوۃ“ اھ

عبارات منقولہ کی روشنی میں یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو کر سامنے آگئی کہ ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک کسی نبی کی نبوت میں دوسرے نبی کی نبوت کے بالمقابل کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ نہ کسی نبی کا وصف نبوت کسی دوسرے نبی کے وصف نبوت سے کم و بیش ہو سکتا ہے۔ ”لا تفضیل فی النبوۃ“ نفس نبوت میں قطعاً کو تفضیل نہیں، البتہ ذوات انبیائے کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں خصوصیات کی بنا پر ضرور تفضیل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض“ لہٰذا صاحب تحذیر الناس نے اپنے مذہب جدیدہ کی عمارت جس بنیاد پر قائم کی تھی وہ بنیاد ہی ختم ہو گئی، اب عمارت کی بقا کیوں کر متصور ہو سکتی ہے!

ایک اعتراض کا جواب

”الفرقان“ وغیرہ میں کم فہمی یا مغالطہ کی بنا پر یہ کہا گیا ہے۔ کہ ہمارا تمہارا دونوں کا متفق علیہ مسلک ہے کہ کسی کا کوئی کمال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کے بغیر نہیں ملا اور نبوت بھی کمال ہے۔ وہ حضور کے واسطہ کے بغیر کسی کو کیوں کر مل سکتی ہے؟ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ ہر نبی کو وصف نبوت بواسطہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دیا گیا اور بالذات اور بالعرض سے یہی مراد ہے۔

اس کے جواب میں گذارش کروں گا کہ یہ ایک عجیب قسم کا مغالطہ ہے جس سے جہلاء تو متأثر ہو سکتے ہیں مگر ذی علم انسان کی نظر میں اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ نانوتوی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصفِ نبوت کے ساتھ بالذات موصوف مانا ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے تحذیر الناس میں لکھا ہے:

> ”تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے۔ موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے معلوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا۔“ تحذیر الناس ص۳

آگے چل کر لکھتے ہیں:-

> ”الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔“
>
> تحذیر الناس ص۳

ان دونوں عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک وصف ذاتی سے وہ وصف مراد ہے جس پر وصف عرضی کا قصہ ختم ہو جائے جیسا کہ انہوں نے خدا کے لئے

کسی اور خدا کے نہ ہونے کی یہی وجہ بیان کی ہے۔

لیکن امتِ مسلمہ کے نزدیک حصول کمال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ ہونے سے یہ مراد نہیں، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کمال کے حصول میں واسطہ ہیں خواہ وہ نبوت ہو یا غیر نبوت حتیٰ کہ حصول ایمان میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ ہیں۔ نانوتوی صاحب بھی اسی کے قائل ہیں چنانچہ انہوں نے تحذیر الناس میں ارقام فرمایا:

> ”اور یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بالذات ہو اور مومنین میں بالعرض۔“ تحذیر الناس ص۱۲

مگر آج تک کسی نے نہیں کہا کہ معاذ اللہ ایمان، علم، عمل، الیقان، ہدایت وتقویٰ کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مومن نہیں ہوا نہ صالح نہ متقی نہ مجتہد۔ العیاذ باللہ بلکہ یہ سب اوصاف وکمالات اب بھی جاری ہیں اور آئندہ بھی جاری رہیں گے اور نبوت کے جاری نہ ہونے کی یہ وجہ آج تک کسی نے بیان نہیں کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام میں اس وصف کے عرضی ہونے کی وجہ سے موصوف بالعرض کا سلسلہ موصوف بالذات پر ختم ہو گیا، بلکہ محض اس لئے کہ آیہ کریمہ ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبین“ اور اسی طرح احادیث متواترۃ المعنیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے پر دلالت قطعیہ کے ساتھ دال ہیں۔ ورنہ اگر وصف ذاتی کی بنا پر امتِ مسلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ پر سلسلہ نبوت ختم ہونے کی قائل ہوتی تو اسے بقیہ تمام اوصاف کو بھی اسی اتصاف ذاتی کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کرنا پڑتا یعنی اس امر کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا کہ نبوت کے ساتھ ایمان وایقان، عمل وہدایت وتقویٰ وغیرہ تمام اوصاف حسنہ بلکہ سب کمالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاذ اللہ نہ کوئی مومن ہے نہ متقی، نہ صالح نہ عالم، کیوں کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو گیا۔ مگر ایسی بات

کا تسلیم کرنا تو درکنار اس کا تصور بھی اسلامی ذہن کے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔

واسطہ کمالِ نبوت ہونا اور نبوت سے بالذات متصف ہونا ایک بات نہیں

معلوم ہوا کہ امتِ مسلمہ کے مسلک کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ کمال نبوت ہونا اور صاحبِ تحذیر الناس کے قول کے مطابق حضور کا کمال نبوت سے متصف بالذات ہونا ایک بات نہیں۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نانوتوی صاحب کے قول پر نفس کمال نبوت میں تفضل کا قول کرنا پڑتا ہے جس کا بطلان ہم ابھی کتاب و سنت اور اقوال مفسرین و محدثین سے بیان کر چکے ہیں۔ اور امتِ مسلمہ کے مسلک کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس کی حقانیت پر آیہ کریمہ " تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض " شاہد عدل ہے۔

الحمد للہ اس بیان کی روشنی میں " الفرقان " کا یہ اعتراض ھباءً منثورا ہو گیا اور حقیقت واقعیہ واضح ہو کر سامنے آگئی۔

موصوف بالذات کے لئے تاخر زمانی کا لزوم

البتہ اس مقام پر پرستارانِ تحذیر کو سوچنا پڑے گا کہ موصوف بالذات پر موصوف بالعرض کے سلسلہ کو ختم کرنے تاخر زمانی کے لزوم کا قول کیسے قبیح نتائج پر منتج ہوتا ہے۔ اس قول کی بنا پر سد باب نبوت ہی کے لزوم پر بات ختم نہیں ہوتی بلکہ ایمان و ایقان، علم و عمل، ہدایت و تقوےٰ غرض ہر خوبی اور ہر کمال کا دروازہ بند ہونا لازم آتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس طرح کسی نبی کے آنے کے استحالہ کا لزوم مانا گیا ہے۔ اسی طرح مومن صالح متقی مجتہد کے وجود کو بھی حضور کے بعد محال ماننا پڑتا ہے۔ کیوں کہ تحذیر الناس کا بنیادی نکتہ ہی یہ ہے کہ موصوف بالذات کے لئے تاخر زمانی لازم ہے۔

اصل مبحث

تحذیر الناس کی متنازعہ عبارات کے مطالب کی توضیح کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے یہ بتائیں کہ رسالہ تحذیر الناس کس مسئلہ پر لکھا گیا ہے۔ بنابریں گذارش ہے کہ اس رسالہ تحذیر الناس کی بنیاد ایک استفتاء پر ہے، جو قول منسوب الی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے متعلق نانوتوی صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے اور انہوں نے اس کے جواب میں رسالہ تحذیر الناس تحریر کیا۔ وہ قول مذکور حسب ذیل ہے:

ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض ادم کادمکم و نوح کنوحکم و ابراھیم کابراھیمکم و عیسیٰ کعیسٰکم و نبی کنبیکم (تحذیر ۳)

ترجمہ بیشک اللہ تعالےٰ نے سات زمینیں پیدا کیں، ہر زمین میں آدم ہے تمہارے آدم کی طرح اور نوح ہے تمہارے نوح کی طرح اور ابراہیم ہے تمہارے ابراہیم کی طرح اور عیسیٰ ہے تمہارے عیسیٰ کی طرح اور نبی ہے تمہارے نبی کی طرح۔

(علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ناقل)

کتاب اللہ کو تاویلات کا تختۂ مشق بنا ڈالا۔

اس قول سے صاف ظاہر ہے کہ ساتوں زمینوں میں ایک ایک نبی بلکہ خاتم النبیین پایا جاتا ہے۔ لہٰذا ہمارے رسولِ کریم خاتم النبیین کے علاوہ چھ خاتم بقیہ چھ زمینوں میں مزید ثابت ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کی صحت میں علمائے محدثین کا اختلاف ہے۔ مگر صاحب تحذیر الناس نے اسے صحیح مان کر جواب لکھا ہے۔ چونکہ اس روایت کا مضمون آیہ کریمہ "ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کے خلاف ظاہر ہوتا تھا۔ اس لئے صاحب تحذیر الناس نے اس بات کی کوشش کی کہ اس ظہور تخالف کو کس طرح دور کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے بجائے اس کے کہ وہ اس مختلف فیہ قول میں کوئی تاویل کرتے انہوں نے قرآن کریم کی آیہ کریمہ اور کتاب اللہ کی نص صریح کو اپنی تاویلات کا تختہ مشق بنا ڈالا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

> بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں، کیا فرق ہے۔ جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال ہے کیونکہ اہل کمال کے کمالات کا ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ایسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں۔ اعتبار نہ ہو تو

> یوں کو دیکھ لیجئے۔ باقی یہ احتمال کہ دین آخری دین تھا اس لئے سدباب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے۔ پر جملہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا جو ایک دوسرے کو عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو مستدرک قرار دیا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں۔ اگر سدباب منظور ہی تھا تو اس کے لئے بیسیوں موقع تھے۔ بلکہ بنا خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سدباب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے موصوف بالعرض کا وصف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے۔ موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا۔" تحذیر الناس ص ۳/۴

اس عبارت میں صاحب تحذیر الناس نے مندرجہ ذیل غلطیاں کی ہیں جن کا ارتکاب مضمون آیت کے بالکل خلاف اور اسلامی عقائد کے صریح منافی ہے۔

تحذیر الناس میں نانوتوی صاحب کی غلطیاں

غلطی ۱: نانوتوی صاحب نے ایک ایسی روایت کی حمایت میں جس کی صحت محدثین کی نظر میں محل نظر ہے اور اس کا ظاہر مفہوم بھی آیہ قرآنیہ کے اجماعی مفہوم کے خلاف ہے، کلام الٰہی میں تاویلات فاسدہ کیں۔

غلطی ۲: قرآن میں لفظ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین مراد لینا عوام کا خیال بتایا۔

غلطی نمبر ۳ اہل فہم کے نزدیک تاخر زمانی کے وصف کو اس قابل نہ مانا کہ اسے مقام مدح میں ذکر کیا جائے۔

غلطی نمبر ۴ تاخر زمانی کی تقدیر پر آیۂ کریمہ کے دونوں جملوں کو غیر مربوط اور استدراک کو غیر صحیح قرار دیا۔ جو اللہ تعالےٰ کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں۔

غلطی نمبر ۵ آیہ کریمہ میں لفظ خاتم النبیین کو بمعنیٰ آخر النبیین تسلیم کرنے پر اللہ تعالےٰ کے حق میں معاذ اللہ زیادہ گوئی کا وہم پیدا کیا۔

غلطی نمبر ۶ آیہ کریمہ میں لفظ خاتم النبیین سے آخری النبیین مراد لینے کی صورت میں معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال قائم کیا۔

غلطی نمبر ۷ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف آخر النبیین و دیگر اوصاف مثلاً حسب نسب اور سکونت وغیرہ میں کوئی فرق نہ جانا گویا نانوتوی صاحب کے نزدیک آخر النبیین ہونے کے وصف اور ہاشمی قریشی یا کی مدنی ہونے کی صفت میں معاذ اللہ کوئی فرق نہیں حالاں کہ ہاشمی قریشی یا کی مدنی ہونے کی صفت تو بعض مشرکین کفار اور منافقین کے لیے بھی ثابت تھی۔ مگر اس کے باوجود نانوتوی صاحب کو ان اوصاف اور خاتم النبیین ہونے کی صفت میں کوئی فرق نظر نہ آیا۔

غلطی نمبر ۸ آیہ کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" میں بنائے خاتمیت ختم ذاتی کو قرار دیا اور تاخر زمانی کو مبنائے خاتمیت تسلیم نہ کیا، حالاں کہ عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی مفسر نے تاخر زمانی کے سوا کسی اور بات کو بنائے خاتمیت قرار نہیں دیا۔

غلطی نمبر ۹ نبوت کو بالذات اور بالعرض کی طرف تقسیم کیا، نانوتوی صاحب کی یہ اتنی بڑی جرأت ہے جو چودہ سو برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی۔

غلطی نمبر ۱۰ نانوتوی صاحب کے نزدیک کلام الٰہی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا

سوق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تاخر زمانی کے بیان کرنے کے لئے نہیں ہوا بلکہ سوق کلام خاتمیت ذاتیہ کے لئے ہوا جس کا مفاد یہ ہے کہ آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نانوتوی صاحب کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونیکے معنیٰ میں نص نہیں۔

غلطی نمبر ۱۱ نانوتوی صاحب کے نزدیک ختم زمانی کے لئے تاخر واقعی لازم ہے حالانکہ یہ بات بداہتہً باطل ہے۔ جیساکہ انشاءاللہ اس پر تنبیہ کی جائے گی۔

غلطی نمبر ۱۲ نانوتوی صاحب نے آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے خرق اجماع کیا اور وہ تقریر کی جس کی طرف علمار امت میں سے کسی کا بھی ذہن منتقل نہ ہوا تھا۔

غلطی نمبر ۱۳ نانوتوی صاحب کے نزدیک ختم زمانی کے مقابلہ میں ختم ذاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان ہے۔ ختم زمانی نہیں۔

غلطی نمبر ۱۴ اس بحث میں نانوتوی صاحب نے ایک دعویٰ کی دلیل بیان کرتے ہوئے ص۵ پر لکھا کہ:-

> "انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل سو اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔

اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے انبیاء علیہم السلام کا اپنی امت سے ممتاز ہونا صرف علم میں منحصر فرمایا ہے۔ باقی رہے اعمال تو ان میں امتی کے مساوی ہو جانے بلکہ بڑھ جانے کو بھی تسلیم کر لیا ہے۔ اور لفظ "بظاہر" محض بظاہر ہے۔ کیوں کہ لفظ "ہی" کے ساتھ حصر ہو چکا جس میں ماسوا مذکور کی نفی ہوتی ہے۔ تو اس کے ضمن میں امتیاز فی العمل کی نفی ہو چکی اب لفظ "بظاہر" سے کیا فائدہ ہوا۔ یہاں یہ لفظ "بظاہر" ایسا ہی مہمل اور بے معنی ہے

جیسا کہ ص ۳ کی عبارت میں لفظ ”بالذات“ بے معنی اور مہمل تھا۔

ہمیں الزام دینے والے اپنے گریباں میں منہ ڈالیں۔

لوگ ہم پر الزام عائد کرتے ہیں کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حدود شرعی کتاب و سنت کے ارشادات و علمائے امت کی تصریحات سے بے نیاز ہو کر جو کچھ ان کے دل میں آتا ہے کہہ دیا کرتے ہیں۔ اور کبھی اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ قرآن و حدیث اور سلف صالحین نے اس مسئلہ میں کیا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیں مورد الزام قرار دینے والے ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ان کے سب سے بڑے مقتدا (بزعم الشان قاسم العلوم والخیرات) نانوتوی صاحب نے کیا گل کھلائے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تحذیر الناس لکھتے وقت نانوتوی صاحب کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کمال کے اثبات سے زیادہ اپنے کمال علمی کا اظہار تھا۔ جس کا نتیجہ ان اغلاط کی صورت میں ظاہر ہوا۔ پرستاران تحذیر کے اس ادعا سے اختلاف کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ نانوتوی صاحب نے یہ رسالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال فضل کو ثابت کرنے کی غرض سے لکھا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ غرض پوری بھی ہوئی یا نہیں۔ میں عرض کروں گا کہ ہرگز یہ غرض پوری نہیں ہوئی۔ نانوتوی صاحب نے اپنے قیاسات فاسدہ کو معیار فضیلت سمجھا ہے۔ جس کی بنا پر ختم ذاتی کی دور از کار تاویل میں انہیں جانا پڑا اور نبوت کی تقسیم بالذات اور بالعرض کی جرأت عظیمہ سے کام لینے پر وہ مجبور ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ فضیلت صرف اس وصف میں ہے جس کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے موجب فضیلت قرار دیا۔ قرآن و حدیث کو لاکھ بار پڑھ جائیے ختم ذاتی اور نبوت بالذات کا کوئی ذکر آپ کو نہ ملے گا۔ نہ عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی مفسر و محدث یا متکلم و مجتہد نے ان باتوں کا ذکر کیا۔ جس چیز کو قرآن و حدیث اور سلف صالحین نے فضیلت قرار نہیں دیا۔ نانوتوی صاحب اسے مدار فضیلت

ئے خاتمیت قرار دیتے ہیں یہ کتاب و سنت و ارشادات سلف صالحین کی طرف سے آنکھیں کے حدود شرع سے تجاوز کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

تحذیر الناس کی چودہ غلطیاں

سطحی نظر ڈالنے سے مذکورہ بالا چودہ غلطیاں سامنے آئیں۔ بنظر غائر دیکھنے سے نامعلوم اور کتنے اغلاط نکلیں گے۔ اس کے بعد ہر غلطی پر اس کے مناسب روشنی ڈالتا ہوں تا کہ حقیقت حال بے نقاب ہو کر سامنے آجائے۔

غلطی نمبر ۱

اسکے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی روایت کو اگر صحیح مان لیا جائے تب بھی وہ ایک ظنی قول ہوگا، جو آیۂ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے ظاہر معنی کے منافی ہے اور آیہ کریمہ قطعی ہے ظنی کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے قطعی میں تاویل کرنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے۔ پھر تاویل بھی ایسی جو انتہائی رکیک بلکہ دلیل قطعی کے مدلول قطعی کے بالکل مخالف۔

محققین صوفیہ کی تاویل

محققین صوفیہ نے بھی روایت مذکورہ کو قول خداوندی ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ کے ساتھ ملا کر دیکھا تو انہوں نے دونوں کی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے قول خداوندی میں تاویل کو جائز نہیں رکھا بلکہ اس روایت میں تاویل کی اور اسے عالم شہادت کی بجائے عالم مثال پر محمول کیا اور یہ کہا کہ جن آدم، نوح، ابراہیم، عیسیٰ اور نبی کریم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا بقیہ چھ زمینوں میں ہونا اس روایت میں مذکور ہے وہ ہماری اس زمین کے آدم، نوح، ابراہیم، عیسیٰ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم کے غیر نہیں بلکہ ان مقدسین کے حقائق مثالیہ ہیں۔ اور یہ کہ یہاں کاف حرف تشبیہ زائد ہے جیسا کہ لیس کمثلہ شیٔ میں کاف کے بارے میں ایک قول اس کے زائد ہونے کا کتب نحو میں مذکور ہے۔ مگر نانوتوی صاحب کو اپنی جودت طبع کا مظاہرہ کرنا مقصود تھا۔ اس لئے انہوں نے ظنی کے مقابلہ میں قطعی کو اپنی تاویلات کا تختہ مشق بنا لیا۔

غلطی نمبر ۲

اس کے متعلق گذارش ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خاتم النبیین کی تفسیر میں "لا نبی بعدی" فرما کر لفظ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین متعین فرما دیئے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں بکثرت وارد ہے کہ "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سب بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہی سمجھتے رہے ہے۔ جس کا انکار ملحدین کے سوا کوئی کلمہ گو مدعی اسلام نہیں کر سکتا اور آج تک امت مسلمہ کا اجماع اسی بات پر ہے کہ قول خداوندی "ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ وہی بغیر کسی تاویل و تخصیص کے مراد ہے جیسا کہ "ختم النبوۃ فی الآثار" مرتبہ مفتی محمد شفیع صاحب حال مقیم کراچی کے ص ۹ پر شفا قاضی عیاض سے نقل کر کے اس کا اردو ترجمہ بھی مؤلف نے خود ہی کر دیا ہے۔ جو پرستاران تحذیر پر حجت قویہ ہے۔ دیکھئے وہ لکھتے ہیں:-

"لانہ اخبر انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین ولا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالٰی انہ خاتم النبیین واجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاہرہ وان مفہوم المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلہا قطعاً اجماعاً سمعاً۔"

ترجمہ اس لئے کہ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالٰی کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ وہی بغیر کسی تاویل و تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں

کوئی شک نہیں جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔"

ایسی صورت میں خاتم النبیین کے معنی آخری النبیین کو عوام کا خیال قرار دینا معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ اور اس وقت تک ساری امت کو عوام میں شمار کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

ایک عجیب قسم کا مغالطہ

اس مقام پر نانوتوی صاحب کی کسی دوسری کتاب سے حسب ذیل عبارت پیش کر کے ایک عجیب قسم کا مغالطہ دیا جاتا ہے۔ وہ عبارت یہ ہے:-

"جز انبیاء کرام علیہم السلام یا راسخان فی العلم ہمہ عوام اند"

"مدیر الفرقان" نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

"باب تفسیر میں سوائے انبیاء علیہم السلام اور راسخان فی العلم کے سب عوام ہیں۔"

لیکن اس کا مطلب صاف واضح ہے کہ تفسیر کے باب میں انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے سوا کسی کا قول معتبر نہیں۔ اس عبارت میں لفظ "عوام" انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے مقابلہ میں واقع ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ ان ہی دونوں کے اقوال معیار کر باب تفسیر میں حجت ہیں، اس لیے یہاں لفظ "عوام" سے قطعاً وہی لوگ مراد ہیں جن کا قول باب تفسیر میں لائق التفات نہیں۔ بخلاف عبارت تحذیر کے وہاں لفظ "عوام" اہل فہم کے مقابلہ میں لایا گیا ہے۔ اس لئے اس کے معنی کم فہم اور ناسمجھ لوگوں کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے، "الاشیاء تتبین باضدادھا" چیزیں اپنی ضد سے ظاہر ہوتی ہیں۔

عام محاورہ میں بھی لفظ "عوام" اگر حکومت کے مقابلہ میں بولا جائے تو اس سے صاف طور پر رعایا کے افراد مراد ہوں گے۔ عام اس سے کہ وہ افراد علماء راسخین ہوں اور عارفین صالحین یا ان پڑھ جاہل اور اشرار و مفسدین۔ لیکن یہی لفظ "عوام" اگر علماء کے مقابلہ میں بولا جائے تو

تو اس سے صرف غیر عالم افراد مراد ہوں گے خواہ وُہ لوگ ارباب حکومت ہوں یا ان کے ماسوا۔

پیش کردہ عبادت کا مفاد

بنا بریں اس پیش کردہ عبارت کا مفاد یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ لفظ ”عوام“ جس کلام میں بھی وارد ہو وہاں انبیاء کرام اور راسخین فی العلم کے ماسوا مراد ہیں۔ خلاصہ یہ کہ الفاظ کے معانی ان کے متقابلات سے واضح ہوجایا کرتے ہیں۔ اور متقابلات کے بدل جانے سے مرادی معنی بدل جاتے ہیں لہٰذا ایک کا قیاس دوسرے پر قیاس مع الفارق ہے۔ معلوم ہوا کہ ص۳ والی عبارت میں لفظ ”عوام“ سے محض ناسمجھ لوگ مراد ہیں اور بس۔ علاوہ ازیں میں عرض کروں گا کہ جب نانوتوی صاحب باب تفسیر میں انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے سوا سب کو عوام کہتے ہیں تو وہ خود بھی عوام میں شامل ہوئے ایسی صورت میں خاتم النبیین کی تفسیر میں نانوتوی صاحب کا ختم ذاتی کا قول کیوں کر قابلِ التفات ہو سکتا ہے؟

نانوتوی صاحب کے نزدیک سب عوام ہیں

اس بیان سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ نانوتوی کے نزدیک لفظ ”خاتم النبیین“ کو ”آخر النبیین“ کے معنی میں لینے والے ناسمجھ عوام ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں کس کس نے لیا تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ حسب زعم نانوتوی صاحب وہ ناسمجھ عوام کون لوگ ہیں، تو ہم ابھی عرض کرچکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفائے راشدین صحابہ کرام اہل بیت اطہار ائمہ مجتہدین علمائے راسخین سب نے لفظ خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں لیا ہے۔ لہٰذا بمعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اخیار امت بلکہ کل امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ معاذ اللہ ناسمجھ عوام میں داخل ہوگئے۔

حیرت ہے کہ صاحب تحذیر الناس نے اس تاویل کے وقت اس بات کا بھی خیال نہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بھی عوام میں شامل ہوجائے گی۔

ایک مغالطہ کا ازالہ

اس مقام پر ایک اور مغالطہ کا دور کرنا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ

نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے معنی آخری النبیین لینے کو عوام کا خیال نہیں کہا بلکہ لفظ خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں منحصر کرنے کو عوام کا خیال کہا ہے۔“ میں عرض کروں گا کہ اوّل تو عبارت تحذیر میں حصر کا کوئی کلمہ نہیں دُوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کسی نے اس آیہ کریمہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا کیے ہی نہیں، اس لفظ کے بس یہی ایک معنی منقول متواتر ہیں۔ جب تک کوئی اور معنی منقول متواتر ثابت نہ ہوجائیں ان ہی معنی میں آیہ کریمہ کی قطعی مراد منحصر رہے گی اور کوئی ایسے معنی جو اس معنی یا اس کی قطعیت کے خلاف ہوں ہرگز صحیح نہ ہوں گے۔

لفظ خاتم النبیین کی توجیہات

ہاں یہ ممکن ہے کہ لفظ خاتم النبیین کی بے شمار ایسی توجیہات نکلتی رہیں جو اس کے مدلول قطعی معنی متواتر کی مؤید اور اس کے موافق ہوں۔ کیوں کہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف مطالب لاتعد ولاتحصی کا حامل ہے۔ لیکن معنی منقول متواتر کو عوام کا خیال قرار دے کر اس لفظ کو ایسے معنی پہ حمل کرنا جو کتاب وسنت کی روشنی میں باطل ہیں کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔

اگر نانوتوی صاحب لفظ خاتم النبیین کے معنی منقول متواتر آخر النبیین کو قطعی مان کر لفظ خاتم النبیین کی کوئی ایسی توجیہ کرتے جو فی الواقع معنی آخر النبیین کے منافی نہ ہوتی تو ہمیں نانوتوی صاحب سے قطعاً کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس کی بجائے لفظ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین مراد لینے کو عوام کا خیال قرار دیکر دین کے معاملہ میں انتہائی بے باکی اور جرأت سے کام لیا ہے۔

لفظ خاتم النبیین کا آخر النبیین کے معنی میں حصر اور پھر اس پر اجماع امت

باوجودیکہ تحذیر الناس کی اس پوری عبارت میں حصر کا کوئی کلمہ مذکور نہیں لیکن اسے فرض کرلینے کے بعد بھی حامیان تحذیر کو کسی قسم کا فائدہ نہیں

پہنچ سکتا اور نانوتوی صاحب اس الزام سے ہرگز نہیں بچ سکتے جو اُن کے کلام کی روشنی میں ان پر عائد ہوتا ہے کیوں کہ ہم شفا قاضی عیاض کی عبارت اور ختم النبوۃ فی الآثار میں اس کے ترجمہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ خاتم النبیین اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور اس سے بلا تاویل و تخصیص وہی معنی مراد ہیں جو ظاہر لفظ سے سمجھے جاتے ہیں اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہونا قطعی اور اجماعی امر ہے اسی طرح اس لفظ خاتم النبیین کا آخر النبیین کے معنی میں منحصر ہونا بھی ساری امت کے نزدیک قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

رہا یہ امر کہ شفا شریف اور ختم النبوۃ فی الآثار کی عبارت میں حصر بالنسبۃ الی تاویل الملاحدہ ہے تو اس جواب کی حیثیت خرط القتاد سے زیادہ نہیں۔ کیوں کہ خاتمیت کی تقسیم ختم زمانی اور ذاتی کی طرف آج تک کسی مفسر نے نہیں کی بلکہ لفظ خاتم النبیین کی تاویل ایسی خاتمیت ذاتیہ کے ساتھ کر کے مرزائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ مدیر الفرقان نے بھی خاتم الاطباء کی مثال پیش کی ہے۔ معلوم ہوا کہ خاتمیت ذاتیہ کی تاویل بھی تاویلات ملاحدہ میں داخل ہے۔ ان سب کی نفی اس حصر کے ضمن میں یقیناً آگئی۔ لہٰذا نانوتوی صاحب پر جو الزام تھا وہ بدستور باقی رہا۔

مولانا احمد حسن کانپوری اور علامہ بحر العلوم لکھنوی کی عبارت کا جواب

اس مقام پر مولوی منظور احمد صاحب نعمانی نے الفرقان میں مولانا روم علیہ الرحمۃ کی مثنوی شریف کے دو شعر اور علامہ بحر العلوم شارح مثنوی و مولانا احمد حسن کانپوری محشی مثنوی شریف کی عبارت صاحب تحذیر الناس کے بیان کئے ہوئے معنی خاتم النبیین (خاتم بالذات) کی تائید میں پیش کی ہے اور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آیہ "وخاتم النبیین" کے معنی کو آخر النبیین میں منحصر سمجھنا غلط ہے۔ چنانچہ الفرقان جلد ۲ ص ۵۶ پر لکھتے ہیں:-

"علامہ لکھنوی بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "فتح الرحمٰن" سے ناقل ہیں۔

مقتضائے ختم رسالت دو چیز است یکی آنکہ بعد وی رسول نباشد دیگر آنکہ شرع آں عام باشد۔" (دافع الوسواس ص ۲۳)

جوابًا عرض ہے کہ اس عبارت میں لفظ خاتم النبیین کے معنی حصر کو نہیں توڑا گیا بلکہ دو چیزوں کو ختم رسالت کا مقتضا بتایا گیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب "خاتم النبیین" کے معنی "آخر النبیین" ہوں گے تو اس کا مقتضا یقیناً یہی ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی یا رسول کے نہ آنے کا مقتضا یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع عام ہو۔ لہٰذا اس عبارت سے نانوتوی صاحب کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔

مثنوی شریف کے دو شعروں کا جواب

رہے وہ دو شعر جو مثنوی شریف سے نقل کیے گئے ہیں تو ان کے مضمون سے ی صاحب تحذیر الناس کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ مولانا علیہ الرحمۃ نے یہ نہیں فرمایا کہ آیہ کریمہ میں لفظ "خاتم النبیین" کو بمعنی "آخر النبیین" لینا عوام کا خیال ہے نہ قرآن کے لفظ "خاتم" کی تفسیر خاتم ذاتی سے کی بلکہ مولانا روم کے اس شعر میں کہ ؎

بہر ایں خاتم شدہ است او کہ بجود
مثل او نے بود نے خواہند بود

لفظ خاتم کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے صرف نی بات فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں روح پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی بخشش اور کمال صنعت کو ختم کر دیا، روح پاک کے بعد نہ زمانہ ماضی میں کسی کو یہ جود و کمال دیا گیا اور نہ قیامت تک دیا جائے گا۔

ذرا غور سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ مولانا علیہ الرحمۃ نے لفظ خاتم کو ختم زمانی ہی

کے معنی میں لیا ہے کیوں کہ مصرعہ

مثل او نے بود و نے خواہند بود

کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے عالم ارواح میں روح محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اپنی بخشش اور کمال صنعت کی فضیلت دینے کے بعد کسی کو یہ فضیلت عطا نہیں فرمائی نہ آپ کے بعد کسی کو عطا فرمائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور کا مثل ہوا ہے نہ ہوگا۔ ماضی اور مستقبل میں بعدیت کے معنی تاخر زمانی نہیں تو اور کیا ہے؟

اب دوسرا شعر ملاحظہ فرمایئے ؎

چونکہ در صنعت برد استاد دست
نے تو گوئی ختم صنعت بروئے است

پہلے شعر میں کہی ہوئی بات کے لئے مولانا علیہ الرحمۃ نے اس شعر میں ایک مثال پیش کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح اپنے فن کا کمال رکھنے والے استاد کو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ کمال تم پر ختم ہے یعنی تمہارے سوا کسی کو نہیں دیا گیا ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کمال علمی و عملی میں گویا استاذ کامل ہیں۔ اور یہ کمال حضور کو دیئے جانے کے بعد کسی کو نہیں دیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کمال کے خاتم ہیں۔ اگر حضور علیہ السلام کے غیر میں کسی جمال کی کوئی جھلک پائی جائے یا کسی کے لیے کمال محمدی کا کوئی ایسا فیضان ثابت کیا جائے جس کا اثبات کسی دلیل شرعی کے خلاف نہ ہو، تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی طرف منسوب ہوگا کیوں کہ حضور علیہ السلام کی ہی ذات مقدسہ اس کا مبداء اور اصل منشاء ہے۔ اس مضمون کو تحذیر الناس کے مضمون سے دور کا تعلق بھی نہیں کیوں کہ یہاں خاتم کے معنی منقول متواتر میں قطعاً کوئی تصرف نہیں کیا گیا نہ اس مضمون میں کوئی ایسی بات ہے جو خاتم النبیین کے معنی منقول متواتر (آخر النبیین) کی قطعیت کے منافی ہو۔

شارحین مثنوی کی تصریحات حق ہیں

ہاں اس میں شک نہیں کہ مولانا احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ و دیگر شارحین مثنوی و اکابر علمائے اسلام نے بے شمار مقامات پر اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ کسی کو کوئی کمال حاصل نہیں ہو سکتا جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدسہ اس کے لیے واسطہ اور وسیلہ نہ ہو۔ یہ تمام تصریحات کتاب و سنت کی روشنی میں عین حق و صواب ہیں۔ لیکن اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تاخر زمانی یا اس کی قطعیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بخلاف تحذیر الناس کے کہ اس میں تاخر زمانی کو عوام کا خیال کہہ کر لفظ خاتم النبیین کے مدلول قطعی کی قطعیت کو مجروح کر لیا گیا اور تاخر زمانی کو برقرار رکھنے کے لیے کبھی دلالت التزامی کا سہارا لیا گیا، کبھی عموم و اطلاق کے زور سے الفاظ قرآن کی کھینچ تان کی گئی، کبھی مفہوم تاخر کو جنس اور اس تاخر زمانی و رتبی کو اس کے لئے انواع قرار دیا گیا، کبھی مشترک کا قول کیا گیا۔ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کی تکفیر کے لئے اجماع کا سہارا ڈھونڈا گیا۔ غرض یہ سب پاپڑ اس لئے بیلنے پڑے کہ ختم زمانی کو اصل دلیل آیہ کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کے معنی منقول متواتر کو انہوں نے خیال عوام قرار دے دیا۔

قرآن صرف الفاظ نہیں بلکہ معنی بھی قرآن ہیں۔

حالاں کہ یہ امر بدیہی ہے کہ قرآن صرف الفاظ کا نام نہیں بلکہ "القرآن اسم للنظم والمعنی جمیعًا" ، قرآن لفظ و معنی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ قرآن کے معنی متواتر بھی اسی طرح قرآن ہیں جس طرح الفاظ متواترہ قرآن ہیں۔ ہمیں نانوتوی صاحب سے یہ شکوہ نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تاخر زمانی تسلیم نہیں کی یا یہ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعیان نبوۃ کی تکذیب و تکفیر نہیں کی۔ انہوں نے یہ سب کچھ کیا۔ مگر قرآن کے معنی منقول متواتر کو عوام کا خیال قرار دے کر اپنے سب کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ بنائے خاتمیت تاخر زمانی کے علاوہ

اور بات پر رکھنا اصولی طور پر ختمِ نبوت کی بنیاد کو اکھاڑنا ہے خواہ لاکھ دفعہ حضور کے بعد مدعی نبوت کی تکفیر کی جائے۔

فضیلتِ نبوی کے دوبالا ہونیکا جواب

رہا یہ امر کہ تحذیر الناس کی توجیہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دوبالا ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مزید چھ خواتم کے خاتم قرار پاتے ہیں اور اگر اس توجیہ کو چھوڑ دیا جائے تو صرف اسی ایک طبقہ زمین کے لئے حضور خاتم ہوں گے اور ظاہر ہے کہ کسی بادشاہ کے لئے صرف ایک ملک کی ولایت ہونے سے چھ ملکوں کی ولایت ہونا چھ گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رسول ہیں اور آپ کی نبوت و رسالت کل مخلوقات کے لئے عام ہے تو بقیہ چھ زمینوں میں بھی اگر حضور بذاتِ خود ہی خاتم ہوں تو اس میں فضیلت اور بھی زیادہ ثابت ہو گی کہ باوجود ایک ہونے کے زمین کے ہر طبقہ میں خود ہی خاتم النبیین ہو کر رونق افروز ہیں۔ محققین محدثین نے صوفیاء کرام کے اسی مسلک کو ترجیح دی ہے، جیسے ہم عنقریب فیض الباری کے حوالہ سے نقل کریں گے۔

صاحبِ تحذیر کا آیہ قرآنیہ کے معنی میں تصرف

صاحبِ تحذیر نے خاتم النبیین کے معنی میں جو تصرف کیا ہے اس کے ثبوت میں نہ کوئی آیہ قرآنیہ پائی جاتی ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہ کسی صحابی تابعی مجتہد فقیہ محدث یا مفسر کا کوئی قول اس کے ثبوت میں موجود ہے۔ بلکہ نفس نبوت میں تفضیل کی ممانعت ہم قرآن و حدیث اور اقوال مفسرین و محدثین سے ثابت کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود نانوتوی صاحب کا نبوت کو بالذات اور بالعرض کی طرف تقسیم کر کے اثر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ذیل میں خاتمیت کے ایسے معنی بیان کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک

ساری امت مسلمہ میں سے کسی نے نہیں کئے " من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد " کا مصداق نہیں تو اور کیا ہے۔

نانوتوی صاحب کا اعتراف

نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس ص ۲ میں خود اعتراف کیا ہے کہ اس مفہوم کی طرف بڑوں کا فہم نہیں پہنچا، یہ بات صرف میں نے کہی ہے۔ (ملخصاً) اگر انصاف سے دیکھا جائے تو اسی کا نام بدعتِ سیئہ ہے۔ دوسروں کو بلا وجہ بدعتی کہنے والے ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں۔

حدیث انی عند اللہ خاتم النبیین کا جواب

مولوی منظور احمد صاحب سنبھل نے نانوتوی صاحب کی تائید میں خاتم النبیین کے معنی خاتم بالذات ثابت کرنے کے لئے حسب ذیل حدیث الفرقان میں لکھی ہے۔ " انی عند اللہ خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ " یعنی اللہ کے ہاں اس وقت خاتم النبیین ہو چکا تھا جب کہ آدم علیہ السلام کا خمیر بھی تیار نہ ہوا تھا " اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مولوی منظور احمد صاحب لکھتے ہیں :-

> " ظاہر ہے کہ اس وقت ختم زمانی کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر یہ معنی لئے جائیں کہ آپ اس وقت وصف نبوت کے ساتھ بالذات موصوف یعنی خاتم ذاتی تھے تو بغیر کسی دشواری کے معنی صحیح ہو جاتے ہیں "
>
> (الفرقان بابت رجب ۵۶ھ ص ۱۳۵/۱۳۶)

جواباً گذارش کرتا ہوں کہ اگر مولوی منظور احمد صاحب نعمانی اس حدیث سے ختم ذاتی کا دعویٰ ثابت کرنے سے پہلے اپنے حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی نشر الطیب ملاحظہ فرما لیتے تو انہیں جرأت استدلال نہ ہوتی۔ ملاحظہ فرمائیے نشر الطیب میں ان کے مولانا اشرف علی تھانوی اسی حدیث عرباض بن ساریہ کو لکھ کر ایک شبہ کا جواب اپنے منہیہ میں اس طرح دیتے

ہیں :-

"اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیوں کہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے اس لئے ختم نبوت کا حکم کیا گیا، سو یہ وصف تو خود تأخر کو مقتضی ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ تأخر رتبہ ظہور میں ہے، مرتبہ ثبوت میں نہیں۔ جیسے کسی کو تحصیلداری کا عہدہ آج مل جائے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل میں جانے کے بعد۔" ۱۲ منہ

(نشر الطیب ص)

اِس عبارت سے ثابت ہوا کہ حدیث مذکور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا مرتبۂ ثبوت میں مراد ہے مرتبۂ ظہور میں نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ختم زمانی کا تحقق مرتبۂ ظہور ہی میں ہو سکتا ہے۔ لہٰذا سنبھلی صاحب کا استدلال ساقط ہو گیا۔ تعجب ہے کہ ان لوگوں کو اپنے گھر کا بھی پتہ نہیں یا باوجود معلوم ہونے کے ناواقف لوگوں کو مغالطہ دے کر حق کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

غلطی نمبر ۳

اس غلطی کے متعلق میں عرض کروں گا کہ ہر اہلِ فہم بلکہ ادنیٰ سمجھ رکھنے والے کے نزدیک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر النبیین ہونا یقیناً ایسی فضیلت ہے جس کا مقام مدح میں ذکر کیا جانا بلاشبہ صحیح اور درست ہے۔ مقام مدح میں ذکر کرنے کے لئے کسی فضیلت کا ذاتی ہونا ہرگز ضروری نہیں بلکہ فضیلت بالعرض اور وصف اضافی کا ذکر کرنا بھی مقام مدح میں صحیح ہے۔ کما لا یخفی۔ یقین نہ ہو تو خود نانوتوی صاحب سے پوچھ لیجئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت بالعرض مانتے ہیں، لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں جا بجا ان کے وصفِ نبوت کا ذکر فرمایا ہے۔ ثابت ہوا کہ فضیلت بالعرض کا مقامِ مدح میں ذکر کرنا قطعاً یقیناً صحیح و درست

ایسی صورت میں صاحب تحذیر الناس کا یہ کہنا کہ :-

"پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔"

بات کی روشن دلیل ہے کہ مؤلف رسالہ تحذیر الناس مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی ...سہ دیوبند کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف خاتمیت زمانی میں قطعاً جزماً یقیناً کسی قسم کی کوئی فضیلت نہیں پائی جاتی ورنہ مقام مدح میں اس کے ذکر کو وہ ہرگز غیر صحیح قرار نہ دیتے کیوں کہ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ ہر فضیلت بالذات ہو یا بالعرض مقام مدح میں اس کا ذکر کرنا صحیح ہے۔ لہٰذا واضح ہوا کہ جس چیز کا ذکر مقام مدح میں صحیح نہ ہو اس میں بالذات یا بالعرض کسی قسم کی کوئی فضیلت اصلاً نہیں پائی جاتی اور نانوتوی صاحب کا یہ قول کتاب و سنت اور اجماع امت کے منافی ہونے کی وجہ سے بلاشبہ ناقابلِ قبول بلکہ واجب الرد ہے۔

صاحب تحذیر کی توجیہِ استدراک

غلطی نمبر ۴

چوتھی غلطی کے بارے میں عرض کروں گا کہ نانوتوی صاحب آیۂ کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" میں ختم زمانی کی تقدیر پر ان دونوں جملوں میں بے ربطی اور استدراک کے غیر صحیح ہونے کے مدعی ہیں جیسا کہ سابقاً طویل عبارت تحذیر الناس سے نقل کی گئی۔ نیز وہ ختم ذاتی ثابت کرنے کے لئے آیۂ کریمہ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" میں استدراک کی توجیہ اور عطف بین الجملتین پر کلام کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں :-

"مطلب آیۂ کریمہ کا اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوۃ معروفہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوۃ معنوی امتیوں کی نسبت حاصل ہے۔ اور انبیاء کی نسبت تو لفظ خاتم النبیین شاہد ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور امتیوں کی نسبت لفظ رسول اللہ میں غور کیجئے تو یہ بات واضح ہے۔" ص ۹/۱۰

نانوتوی صاحب کی توجیہہ کا جواب

اقول اس کلام سے نانوتوی صاحب کا مقصد ختمِ ذاتی کا اثبات ہے جس کے پیشِ نظر انہوں نے استدراک اور عطف بین الجملتین کی توجیہہ کرتے ہوئے یہ ظاہر فرمایا ہے۔ کہ "ماکان محمد ابا احد من رجالکم" سے جو وہم پیدا ہوا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے معنوی باپ نہیں اسے اللہ تعالےٰ نے "ولکن رسول اللہ" فرما کر اس طرح زائل فرما دیا کہ وُہ رسول ہونے کی وجہ سے مومنین کے معنوی باپ ہیں۔ اس کے بعد ختمِ ذاتی ثابت کرنے کے لئے "وخاتم النبیین" ارشاد فرمایا اور اس جملہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوۃ معنویہ انبیاء علیہم السلام کیلئے بھی ثابت فرما دی۔

اس کے جواب میں گذارش ہے کہ نانوتوی صاحب یہ مانتے ہیں کہ وخاتم النبیین کا رسول اللہ پر ہے۔ اور یہ بھی مسلّم ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ کا حکم ایک ہوتا ہے۔ لہٰذا جس طرح لفظ رسول اللہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معنوی باپ نہ ہونے کا وہم دور کیا گیا ہے اسی طرح وخاتم النبیین بھی کلام سابق سے پیدا ہونے والے کسی شبہ کو دُور کر دے گا۔ کیوں کہ وُہ بھی بوجہ عطف لکن کے تحت ہے۔ لیکن اگر اسے ختمِ ذاتی کی دلیل ٹھہرا کر نانوتوی صاحب کی طرح یہ کہا جائے کہ وخاتم النبیین لا کر اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوۃ معنویہ ثابت فرما دی تو رفع توہم سے اس جملہ کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔ کیوں کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم سے انبیاء علیہم السلام کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوۃ کے منفی ہونے کا کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا۔ جو شبہ متصور ہی نہ ہو اس کے دُور کرنے کے کیا معنی؟ یہ بات قابلِ غور ہے کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم میں سننے والے کا ذہن انبیاء علیہم السلام کی طرف منتقل ہی نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوت کے منتفی ہونے کا وہم کیوں کر پیدا ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ جب کلام سابق میں یہ شبہ متصور ہی نہیں تو وخاتم النبیین سے اس

رفع کا قول کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

ہمارے نزدیک استدراک کی توجیہہ

دلائل شرعیہ کی روشنی میں ہمارے نزدیک استدراک کی توجیہہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے "ماکان محمد ابا احد من رجالکم" فرمایا تو اس کلام سے دو وہم پیدا ہوئے ایک یہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے جسمانی باپ نہیں تو روحانی باپ بھی نہ ہوں گے۔ دوسرا یہ کہ کسی رجل کے لئے آپ کا جسمانی باپ نہ ہونا آپ کے لئے موجبِ نقص ہوگا۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ کسی مردِ بالغ کا باپ نہ ہونا انقطاعِ نسل کا موجب ہے اور یہ عیب ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات پر عاص بن وائل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ "ابتر" کہا تھا۔ جس کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے سورہ کوثر نازل فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "کل نسب وصهر منقطع الا نسبی وصهری" فرما کر سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے اپنی نسل پاک کے باقی اور جاری رہنے کا اظہار فرمایا۔ پہلے وہم کو اللہ تعالےٰ نے "ولکن رسول اللہ" سے رفع فرمایا، بایں طور کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور ہر رسول اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ جسمانی نہ ہونے کے باوجود بھی روحانی باپ ہیں۔ دوسرے وہم کو "وخاتم النبیین" لا کر دُور فرمایا اس طرح کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی مرد کے لئے جسمانی باپ نہ ہونا کسی نقص کے باعث نہیں بلکہ ان کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے ہے، کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر النبیین ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب یہ ہے کہ اگر حضور انور کا کوئی بیٹا جوان ہو تو وُہ ضرور نبی ہو اور اس کا نبی ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم النبیین ہونے کے منافی ہے۔ اس لئے ان کے وصفِ خاتمیت کا مقتضیٰ یہی ہے کہ وُہ کسی صلبی مرد کے باپ نہ ہوں اور یہ "عدمِ ابوۃ" کسی نقص پر نہیں بلکہ فضیلتِ خاتمیت پر مبنی ہے جس کی تائید حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث "لو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بنی عاش ابنہ ولکن لا نبی بعدہ" سے بھی ہوتی ہے، جو صحیح بخاری میں موجود ہے۔ دیکھئے بخاری جلد ۲ صہ ۹۱۴

اس توجیہ کی بنا پر لفظ خاتم النبیین سے فضیلت خاتمیت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم ابوہ مذکورہ اور بیٹے کی بجائے بیٹی سے نسل پاک کے اجراء کی حکمت بھی معلوم ہوگئی۔

(ماکان محمد .... ہیں)

استدراک کی دیگر توجیہات

ہماری اس تقریر سے استدراک کی توجیہ بھی صحیح ہوگئی اور عطف بین الجملتین بھی بخوبی واضح ہوگیا اور کلام الٰہی میں بے ربطی کا وہم بھی نہ رہا۔ اس کے بعد ہم تحقیق مزید اور نانوتوی صاحب کے رد بلیغ کے لئے آیہ کریمہ "ماکان محمد ابا احد" الآیہ میں استدراک میں دیگر توجیہات کا خلاصہ علمائے مفسرین کے کلام سے نقل کرتے ہیں جو نانوتوی صاحب کی خود ساختہ توجیہ استدراک کے رد و ابطال اور تحذیر الناس کے زہر کے لئے تریاق کا کام دیتی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ علوم قرآن میں گہری نظر رکھنے والے حق پسند علماء بنظر انصاف ملاحظہ فرما کر اس حقیقت کو تسلیم کرلیں گے کہ نانوتوی صاحب کی توجیہ تفسیر بالرای سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ خلاصہ توجیہات حسب ذیل ہے، جسے ہم نے تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صہ ۳۲ تا ۳۴ سے اخذ کیا ہے۔

پہلی توجیہ یہ ہے کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم فرما کر جب اللہ تعالیٰ نے رجال مخاطبین کے ہر فرد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوۃ حقیقیہ جسمانیہ شرعیہ کی نفی فرما دی تو اس کلام سے یہ شبہ پیدا ہوا کہ جب وہ کسی کے باپ نہیں تو کسی پر ان کی تعظیم و توقیر بھی واجب نہ ہوگی، اور افراد امت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شفقت اور خیر خواہی کا وجوب بھی منتفی ہوگا۔ اس شبہ کو دور کرنے کے لئے ولکن رسول اللہ فرما کر کیوں کہ رسول حقیقی باپ نہ ہونے کے باوجود بھی واجب التعظیم والتوقیر اور وصف رسالت کی وجہ سے مجازی باپ اور اپنی امت پر ناصح اور

اور شفیق ہوتا ہے۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ کلام سابق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی ابوۃ سے شبہ پیدا ہوتا تھا کہ جب وہ باپ نہیں تو شاید رسول بھی نہ ہوں۔ اس لئے کہ رسول کا امت کے لئے باپ ہونا مشہور بات تھی۔ اسی شہرت کی وجہ سے ایک قول کی بنا پر لوط علیہ السلام نے اپنے قول هؤلاء بناتی میں اپنی امت کی مومنات کو مراد لیا ہے۔ بنابریں نفی ابوۃ سے نفی رسالت کا وہم پیدا ہوتا تھا جس کا مبنیٰ یہ تھا کہ رسول کے لئے باپ ہونا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ولکن رسول اللہ فرما کر اس شبہ کو دور فرما دیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں سے کسی کے ایک باپ نہ ہونے کے باوجود بھی اللہ کے رسول ہیں۔

خاتم النبیین میں استدراک کی توجیہات

رہا اللہ تعالیٰ کا قول وخاتم النبیین تو اس کی بھی حسب ذیل توجیہات علماء مفسرین نے کی ہیں جن کا خلاصہ ہم اسی تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صہ ۳۶ سے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

پہلی توجیہ یہ ہے کہ خاتم النبیین فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال شفقت اور خیر خواہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ ولکن رسول اللہ کے ساتھ امت کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جس ابوۃ کاملہ کو ثابت کیا گیا ہے۔ وہ تمام رسولوں کی ابوۃ پر فوقیت رکھتی ہے۔ جو انہیں ان کی امتوں کے حق میں حاصل ہے۔ اس لئے کہ جس رسول کے بعد کوئی رسول ہوگا، بعض اوقات اس کی شفقت و نصیحت اپنی نہایت کو نہ پہنچ سکے گی۔ کیوں کہ ممکن ہے کہ وہ شفقت و نصیحت علی الامۃ کے بارے میں اپنے بعد میں آنے والے رسول پر بھروسہ کرلے، جیسے کہ حقیقی باپ شفقت علی الاولاد سے متعلق بعض امور اپنے قائم مقام کے سپرد کر دیتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے "وخاتم النبیین" فرمایا تو یہ بات واضح ہوگئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا جس پر بھروسہ کر کے اپنی امت کی نصیحت و شفقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی کمی چھوڑ دیں۔

دوسری توجیہہ یہ ہے کہ خاتم النبین فرما کر اس امر کی طرف اشارہ کر دیا کہ ابوۃ محمدیہ قیامت تک ممتد ہے۔ لہٰذا ان کی تعظیم و توقیر نہ صرف بلاواسطہ مخاطبین پر واجب ہے بلکہ قیامت تک آنیوالی ان کی اولاد ور اولاد سب پر اس تعظیم و توقیر کا وجوب ہے۔ اور اسی طرح ان کی شفقت و نصیحت نہ صرف تمہارے لئے ہے بلکہ تا قیامت تمہاری نسلوں کے لئے ان کی خیر خواہی اور شفقت دائم و مستمر رہے گی، کیوں کہ وہ آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔

تیسری توجیہہ یہ ہے کہ "من رجالکم" سے یہ وہم پیدا ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوۃ رجالکم سے منفی ہے۔ رجالہ سے منفی نہیں یعنی اپنی امت کے مردوں میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، مگر ممکن ہے کہ اپنے مردوں میں سے کسی کے باپ ہوں بایں طور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی لڑکا پیدا ہو کر حد رجولیت تک پہنچ جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے باپ قرار پائیں۔ اللہ تعالٰی نے اس شبہ کو لفظ خاتم النبیین لاکر رفع فرما دیا یعنی اللہ تعالٰی کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی لڑکا پیدا ہو کر حد رجولیت تک پہنچے تو وہ ضرور نبی ہو۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اس لئے وہ اپنے مردوں میں سے بھی کسی کے باپ نہیں ہو سکتے اور ان کا خاتم النبیین ہونا اس بات کے قطعاً منافی ہے کہ ان کا کوئی بیٹا مبلغ رجال تک پہنچے اور وہ اپنی صلبی اولاد میں سے کسی مرد کے باپ قرار پائیں۔ اس تقدیر پر باپ سے صلبی باپ مراد لینے کی وجہ یہ ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اعتراض وارد نہ ہو کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صلبی بیٹے نہیں۔ اس شرطیہ کی دلیل وہ حدیث ہے جسے ابراہیم سُدی حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مہد کو بھر دیا اور اگر وہ باقی رہتے تو ضرور نبی ہوتے لیکن وہ صرف اس لئے باقی نہ رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔ اسی طرح دوسری

روایات میں بھی وارد ہوا۔

بخاری نے من طریق محمد بن بشر عن اسمٰعیل بن ابی خالد روایت کیا، ابو خالد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھا؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ بچپن میں فوت ہو گئے اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ہونا قضاء الٰہی میں ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے لیکن حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اور امام احمد نے من طریق وکیع عن اسمٰعیل حضرت ابن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے تھے، " لوکان بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی ما مات ابنہ "

اور اسی روایت کو ابن ماجہ وغیرہ نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا اور بعض محدثین نے ابن ماجہ کی روایت کو ضعیف کہا، جیسا کہ امام قسطلانی کا قول ہے، اور امام نووی نے حدیث " لوعاش ابراھیم لکان نبیا " کو باطل قرار دیا۔ لیکن صحیح بخاری کی روایت:۔

لو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی عاش ابنہ و لکن لا نبی بعدہ۔

بلاشبہ صحیح اور شرطیہ مذکورہ کی دلیل ہے۔ اھ

ابن عبدالبر وغیرہ کے شبہ کا جواب

اس مقام پر ابن عبدالبر وغیرہ کا یہ کہنا کہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ نوح علیہ السلام کا بیٹا حد رجولیت تک پہنچنے کے باوجود بھی غیر نبی تھا اور اگر یہ بات مان لی جائے کہ نبی کا بیٹا نبی ہی ہوتا ہے تو ہر شخص نبی ہوتا کیونکہ سب لوگ نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، درست نہیں۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ کے طور پر یہ بات نہیں کی گئی کہ نبی کا بیٹا نبی ہوتا ہے اس لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا نبی ہوتا بلکہ اللہ تعالٰی کے نزدیک یہ منصب خاص محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا کہ اگر آپ کا کوئی بیٹا حد رجولیت تک پہنچے تو نبی ہو، جس کی دلیل وہی حدیث ہے جو بروایت بخاری ہم پیش

کر چکے ہیں۔ جس میں خاص حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ الفاظ وارد ہیں کہ، لوقض ان یکون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی عاش ابنہ الحدیث یہ ہر نبی کے لیے نہیں بلک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب خصوصی کی بنا پر حضور علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے۔

چنانچہ علامہ جمل نے اس مضمون کو محققین کے کلام سے اخذ کرتے ہوئے نہایت فا انداز میں جامعیت کے ساتھ ارقام فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو فتوحات الٰہیہ جلد ۳ صہ ۴۲۴ :-

ولعل وجه الاستدراك انه لما نفى كونه ابا لهم كان ذالك
مظنة ان يتوهم انه ليس بينهم وبينه ما يوجب تعظيمهم اياه
وانقيادهم له فدفعه ببيان ان حقه اكد من حق الاب الحقيقى
من حيث انه رسولهم ولما كان قوله من رجالكم مظنة ان يتوهم
انه ابو احد من رجال نفسه الذين ولدوا منه دفع بقوله
وخاتم النبيين فانه يدل على انه لا يكون ابا لواحد من رجال
نفسه ايضا لانه لو بقى له ابن بالغ بعده لكان اللائق به
ان يكون نبيا بعده فلا يكون هو خاتم النبيين اه شيخ زاده
واورد فى الكشاف منع الملازمة اذ كثير من اولاد الانبياء لم يكونوا
انبياء فانه اعلم حيث يجعل رسالته واجاب الشهاب عن ذالك
بقوله الملازمة ليست مبنية على اللزوم العقلى والقياس
المنطقى بل على مقتضى الحكمة الالهية وهى ان الله اكرم بعض الرسل
بجعل اولادهم انبياء كالخليل ونبينا اكرمهم وافضلهم فلو عاش اولاده
اقتضى تشريف الله له جعلهم انبياء اه

ترجمہ: غالباً وجہ استدراک یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کے حق میں حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی فرمائی تو اس سے یہ وہم پیدا ہوا کہ امتیوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان ایسا کوئی امر نہیں پایا جاتا جو افراد امت پر حضور کی تعظیم اور فرمانبرداری کو واجب قرار دیتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس وہم کو یہ بیان فرما کر رفع فرما دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حق بحیثیت رسول ہونے کے حقیقی باپ کے حق سے بھی زیادہ مؤکد ہے۔ اور جب کہ اللہ تعالیٰ کے قول من رجالکم سے یہ وہم پیدا ہوتا تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے رجال اولاد میں سے کسی کے باپ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے وخاتم النبیین فرما کر اسے رفع فرما دیا کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاتم النبیین ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور اپنی اولاد کے مردوں میں سے بھی کسی کے باپ نہیں اس دلالت کی وجہ یہ ہے کہ اگر حضور کے بعد حضور کا کوئی (صلبی) بیٹا باقی رہ کر حد بلوغ کو پہنچے تو آپ کی شان کے لائق یہ ہے کہ وہ آپ کے بعد نبی ہو ایسی صورت میں حضور علیہ السلام خاتم النبیین نہیں ہو سکتے۔ انتہی شیخ زادہ۔ کشاف نے اس مقام پر منع ملازمت کا اعتراض وارد کرتے ہوئے دلیل منع میں کہا کہ انبیاء علیہم السلام کی بکثرت اولاد نبی نہیں ہوئی کیوں کہ ”اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ اس کا جواب میں شہاب الدین خفاجی نے فرمایا کہ ملازمت لزوم عقلی و قیاس پر مبنی نہیں بلکہ اس کا مبنی مقتضائے حکمت الٰہیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء مثلاً خلیل اللہ علیہم السلام کو ان کی اولاد کے نبی کے ساتھ مکرم فرمایا اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سب نبیوں سے اکرم اور افضل ہیں۔ اس لئے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے حد بلوغ تک زندہ رہتے تو عند اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف و تکریم کے منصب خاص کا مقتضا یہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ انہیں نبی بنائے۔

اہلِ علم کے لئے مقام غور

اہلِ علم حضرات بنظر انصاف غور فرمائیں کہ صاحب روح المعانی علامہ محمود آلوسی حنفی بغدادی علیہ الرحمۃ اور صاحب فتوحات الٰہیہ علامہ سلیمان بن عمر نے علماء محققین کے کلام کی روشنی میں آیہ کریمہ ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم

"ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کی تفسیر کرتے ہوئے کس خوبی کے ساتھ استدراک کی توجیہات فرمائی ہیں اور کیسے فاضلانہ انداز میں عطف بین الجملتین کی تقریر فرمائی، اور کس شان سے کلام الٰہی میں ارتباط واضح کیا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آگے چل کر علامہ سلیمان موصوف علیہ الرحمۃ نے ماکان محمد میں نفی پر کلام کرتے ہوئے تفسیر خازن سے ایسی بات نقل فرمائی کہ جس نے حقیقت حال کو پوری طرح واضح کر دیا اور توجیہہ سابق میں کسی ادنیٰ تردد کے لئے بھی گنجائش نہ چھوڑی۔ چنانچہ وُہ فرماتے ہیں:-

وقوله فلا يكون له ابن رجل بعده يكون نبيا) النفى فى الحقيقة متوجه للوصف اى يكون ابنه رجلا وكونه نبيا بعده والا فقد كان له من الذكور اولاد ثلثة ابراهيم والقاسم والطيب ويقال له ايضا الطاهر ولكنهم ماتوا قبل البلوغ فلم يبلغوا مبلغ الرجال

اھ (من الخازن جمل ج۳ ص۴۴۴)

یعنی اس آیت میں نفی فی الحقیقت وصف کی طرف متوجہ ہے۔ اس وصف سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا مرد بالغ ہونا اور حضور کے بعد اس کا نبی ہونا ہے۔ ورنہ اس میں شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بیٹے تھے۔ ابراہیم قاسم اور طیب۔ طیب کو طاہر بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن وہ سب قبل البلوغ فوت ہو گئے اور ان میں سے کوئی ایک بھی مبلغ رجال کو نہ پہنچا۔

انتہی خازن

اس عبارت سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ صحت استدراک و عطف بین الجملتین اور کلام الٰہی میں ارتباط اسی تقدیر پر ہے کہ خاتم النبیین میں ختم زمانی کو مراد لیا جائے۔

لکن سے استدراک کی تیسری توجیہہ

ولکن رسول اللہ میں استدراک کی تیسری توجیہہ یہ بھی کی گئی ہے کہ جائز ہے کہ لکن سے استدراک اس مقام پر اوّل کلام سے پیدا ہونے والے توہم کو رفع کرنے کے لئے نہ ہو جیسے "ما زید کریم لکنہ شجاع" میں ہے بلکہ یہاں استدراک کا مفاد یہ ہے کہ مابعد لکن کے لئے وُہ حکم ثابت کیا جائے جو اس کے ماقبل کے مخالف ہے۔ جیسے عام طور پر کہا جاتا ہے۔ "ماھذا ساکن لکنہ متحرک" اور "ماھذا ابیض لکنہ اسود" بعض آیاتِ قرآنیہ میں بھی اس قسم کا استدراک وارد ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے "یا قوم لیس بی سفاھۃ ولکن رسول من رب العالمین" کیونکہ نفی سفاہت انتفاء رسالت کا وہم پیدا نہیں کرتی نہ لوازماتِ رسالت مثلاً ہدایت و تقویٰ کے انتفاء کا وہم پیدا کرتی ہے حتیٰ کہ اسے استدراک بالمعنی الاوّل قرار دیا جائے۔ (روح المعانی پ۲۲ ص۳۴)

استدراک اور عطف بین الجملتین پر علماء مفسرین کے ان روشن بیانات کو دیکھنے کے بعد پرستارانِ تحذیر تعصب کو چھوڑ کر انصاف فرمائیں کہ نانوتوی صاحب نے کلام الٰہی میں بے ربطی پیدا کی ہے یا جمہور امت مسلمہ نے؟

نانوتوی صاحب نے جو راستہ اختیار کیا ہے وُہ قطعاً سبیل مومنین کے خلاف ہے زیرِ نظر مضمون کو بغور پڑھنے کے بعد منصف مزاج علماء پر یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے گی۔

اس کے بعد یہ گذارش کئے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ عہدِ رسالت سے لے کر آج تک جن مقدس حضرات نے لفظ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ساتھ کئے انہوں نے نانوتوی صاحب کے نزدیک کلام الٰہی کو بے ربط کر دیا۔ اور بقول نانوتوی صاحب قرآن کریم میں ایسی بے ربطی پیدا کی جو اللہ تعالےٰ کے کلام معجز نظام میں قطعاً متصور نہیں۔ جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ آج تک کسی نے خاتم النبیین کے معنی صحیح طور پر کئے ہی نہیں۔ چودہ سو برس کے بعد صرف نانوتوی صاحب کو یہ توفیق نصیب ہوئی کہ انہوں نے کتاب و سنت اور اجماع امت کے خلاف صحیح معنی کئے۔

ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

نقصان قدر کا احتمال باطل ہے

غلطی نمبر ۵

پانچویں غلطی کے بابت عرض ہے کہ ختم زمانی کی تقدیر پر نقصان قدر کا احتمال تو اس وقت ہو سکتا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کمال کے لئے لفظ خاتم النبیین کے سوا کوئی اور دلیل قرآن مجید میں نہ پائی جائے اور ہر کمال کا ثبوت اس لفظ خاتم النبیین پر موقوف ہو۔ حالاں کہ قرآن مجید میں بے شمار دلائل ایسے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مجموعی کمالات پر روشن دلالت کرتے ہیں۔ اور جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ کمالات علمی و عملی کے جامع اور تمام کائنات کے لئے مربی اور مفیض ہیں۔ مثلاً اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وما ارسلنٰك الا رحمة للعلمين اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے لئے وصول فیض کا واسطہ عظمیٰ اور وسیلہ کبریٰ ہیں۔

(روح المعانی پارہ ۱۷ ص ۱۰۵)

نیز آیہ کریمہ ”اولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده“ کے تحت امام رازی نے تمام کمالات نبوت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کیا ہے۔ دیکھئے تفسیر کبیر جلد ص لہٰذا ختم زمانی کی تقدیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نقصان قدر کا احتمال ساقط ہے۔

غلطی نمبر ۶

اس کے بارے میں میری معروضات یہ ہیں کہ نانوتوی صاحب کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف آخر النبیین کو حسب و نسب اور سکونت وغیرہ اوصاف کی طرح قرار دینا اور اس کا ثبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہ ماننا اس بات کو صاف ظاہر کرتا ہے کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری النبیین ہونے میں بالذات یا بالعرض کسی قسم کی کوئی فضیلت اصلاً نہیں۔ کیوں کہ وہ وصف آخر النبیین و دیگر اوصاف مذکورہ مثلاً مکی مدنی یا قریشی ہاشمی کے مابین کوئی فرق نہیں سمجھتے جس کا خلاصہ یہ نکلا کہ قریشی ہاشمی ہونا اور آخر النبیین ہونا یکساں ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ آخر النبیین ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص ہے اور مکی مدنی یا قریشی ہاشمی ہونے میں سماکی بھی خصوصیت نہیں۔ سینکڑوں کافر مشرک اور منافقین ساکنین مکہ و مدینہ ہوئے اور بے شمار کفار و مشرکین نسب قریشی و بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ اس کے باوجود نانوتوی صاحب کا وصف آخر النبیین اور اوصاف مذکورہ میں فرق نہ کرنا درحقیقت دین کی بنیاد کو منہدم کرنا ہے۔

ہم تو وصف خاتم النبیین کو بلحاظ اضافت فضیلت جانتے ہیں اور اسی لئے مقام مدح میں اس کے ذکر کو بھی صحیح اور جائز سمجھتے ہیں۔ مگر نانوتوی صاحب کا مسلک اس کے بالکل منافی ہے۔ ورنہ ان کے نزدیک اس وصف اضافی میں کسی قسم کی کوئی فضیلت ہوتی تو مقام مدح میں اس کے ذکر کو وہ ہرگز غیر صحیح قرار نہ دیتے۔

غلطی نمبر ۸

اس کے متعلق میری مختصر گزارش یہ ہے کہ نانوتوی صاحب ختم زمانی کی بجائے ختم ذاتی کو بنائے خاتمیت قرار دیتے ہیں۔ حالاں کہ نزول آیہ کریمہ ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ کے وقت سے لے کر اب تک بنائے خاتمیت تاخر زمانی کو قرار دیا جاتا رہا۔ ختم ذاتی کے تصور سے بھی سلف کے اذہان ناآشنا تھے۔ اب تیرہ سو برس کے بعد نانوتوی صاحب نے اثر عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما میں مزید چھ خاتم النبیین ملاحظہ فرما کر ایسی راہ نکالنے کی کوشش کی کہ چھ زمینوں کے چھ خاتم النبیین بھی برقرار رہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاتم النبیین ہونا بھی برائے نام باقی رہے۔ اس کی صورت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی تھی کہ بنائے خاتمیت کے لئے تاخر زمانی کے سوا کسی اور چیز کو تلاش کیا جائے۔ لیکن جس طرح طلب مجہول مطلق محال ہے۔ اسی طرح وجدان معدوم بھی مطلق ممتنع۔ نتیجہ ظاہر ہے۔

قرآن و حدیث اجماع و قیاس میں کہیں کچھ ہاتھ نہ لگا تو بالآخر انتہائی کدوکاوش کے بعد خاتمیت کی تین شقیں پیدا کی گئیں اور ختم ذاتی کا ایک خود ساختہ مفہوم تراش کر اس کو

بنائے خاتمیت قرار دے دیا گیا۔ جس پر کتاب اللہ سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اقوال علماء مفسرین و محدثین کی روشنی میں ہم پوری وضاحت کے ساتھ رد کر چکے ہیں۔

ذاتی اور عرضی کیطرف نبوت کی تقسیم احداث فی الدین ہے ۔ غلطی نمبر ۹

اس غلطی کے متعلق اتنی بات یاد رکھیں کہ درحقیقت نانوتوی صاحب کے تمام اغلاط کی بنیاد یہی غلطی ہے کہ انہوں نے نبوت کو بالذات اور بالعرض کی طرف تقسیم کر دیا۔ اور میں کتاب و سنت سے ثابت کر چکا ہوں کہ یہ تقسیم عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی نے نہیں کی۔ قرآن و حدیث اور اقوال علمائے راسخین کی روشنی میں یہ بات آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی کہ نبوت کی یہ تقسیم احداث فی الدین ہے۔

نانوتوی صاحب کے نزدیک آیہ خاتم النبیین تاخر زمانی میں نص قطعی نہیں۔ غلطی نمبر ۱۰

اس کے متعلق گزارش ہے کہ نانوتوی صاحب نے جب خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کو عوام کا خیال قرار دے دیا اور بنائے خاتمیت کسی اور بات پر رکھ دی تو اب تاخر زمانی کے لئے سوق کلام مقصود ہی نہیں رہا۔ ایسی صورت میں تاخر زمانی میں آیہ کریمہ کیوں کر نص قرار پا سکتی ہے؟ حالاں کہ ساری امت کے نزدیک یہ آیہ کریمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے پر نص قطعی ہے۔

اتصاف ذاتی کے لیئے تاخر زمانی کا لزوم باطل ہے۔ غلطی نمبر ۱۱

اس غلطی پر سابقاً تفصیل سے لکھا جا چکا ہے، یہاں صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اگر اتصاف ذاتی کے لئے تاخر زمانی لازم ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مومن نہیں ہو سکتا، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف نبوت سے متصف بالذات نہیں بلکہ نانوتوی صاحب کی تصریح کے مطابق وصف ایمان سے بھی بالذات متصف ہیں لہٰذا جس طرح وہاں خود بخود تاخر زمانی لازم آیا یہاں بھی لازم آئے گا، ورنہ لزوم کا دعوٰے باطل ہوگا۔

اور اس پر جو عمارت تحذیر الناس میں قائم کی گئی ہے وہ سب منہدم ہو کر رہ جائے گی۔ لیکن کیا کوئی مسلمان ایسا ہے جو یہ تسلیم کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس طرح نبی نہیں ہو سکتا، ایسے ہی مومن کا ہونا بھی محال ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) معلوم ہوا کہ اتصاف ذاتی کے لئے تاخر زمانی کے لزوم کا قول بداہتہً باطل ہے۔

غلطی نمبر ۱۲

اس کی بابت ہم خود نانوتوی صاحب کا اعتراف تحذیر الناس سے پیش کئے دیتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں کچھ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔ نانوتوی صاحب فرماتے ہیں:-

"اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقص آ گیا اور کسی طفل ناداں نے ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا ؎

گاہ باشد کہ کودک ناداں
بغلط بر ہدف زند تیرے

ہاں بعد وضوح حق اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اگلے کہہ گئے تھے، میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانون محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بعید ہے، ویسے بھی اپنے عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہے۔" تحذیر الناس ص ۲۵

اے کاش! اگر نانوتوی صاحب خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کو عوام کا خیال قرار نہ دیتے اور بنائے خاتمیت تاخر زمانی کے سوا کسی اور چیز پر نہ رکھتے تو ہمیں ان کی اس تاویل سے اختلاف کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

غلطی نمبر ۱۳

اس کے متعلق بھی ہم تحذیر الناس سے نانوتوی صاحب کی ایک عبارت پیش کئے دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے وہ فرماتے ہیں:-

"ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور رتبی سے عام لیجئے تو پھر

دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔"

(تحذیر الناس ص۹)

اس عبارت کے بعد بھی یہ کہنا کہ نانوتوی صاحب نے خاتمیت زمانیہ کا انکار نہیں کیا، کس قدر بے معنی اور مضحکہ خیز ہے۔

غلطی نمبر ۱۴

اس کی تفصیل بیان ترتیب ہی کے ضمن میں ابتداءً آگئی، وہاں بغور ملاحظہ فرمائیں۔

ہر کمال کیلئے لفظ خاتم النبیین کو دلیل بنانا درست نہیں۔

اس بحث میں یہ امر خاص طور پر ملحوظ رہے کہ آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس فضیلت میں کسی مسلمان کے لئے مجال انکار نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کمال کا مبدأ اور تمام علمی و عملی خوبیوں کا جامع بنایا ہے اور تمام کائنات حضور ہی کے فیض سے مستفیض ہے۔ مگر اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ لفظ "خاتم النبیین" ہی کو دلیل بنایا جائے۔ اس دعوے پر کتاب و سنت میں بے شمار دلائل موجود ہیں۔

مولانا کشمیری کا صاحب تحذیر سے اختلاف

اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو نانوتوی صاحب کے پیش نظر اوّلاً و ابتداءً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا اظہار نہیں بلکہ اثر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں اپنے نظریہ کا اثبات ہے۔ انہوں نے اپنی بات کی پیچ میں جو طریقہ اختیار کیا ہے۔ وہ اس میں ساری امت سے منفرد ہو گئے۔ خود علماءِ دیوبند میں ایسے حضرات پائے جاتے ہیں جنہوں نے اثر عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے بارے میں نانوتوی صاحب کی روش سے اختلاف کیا۔ دیکھئے آپ کے

مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری نے بھی اس اثر عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما پر فیض الباری میں کلام فرمایا ہے۔ اور اس کے متعلق ان کا مسلک آپ کے مولانا نانوتوی صاحب سے بالکل مختلف نظر آتا ہے۔ نانوتوی صاحب اس اثر کو بالمعنی مرفوع اور سنداً صحیح قرار دیتے ہیں جیسا کہ تحذیر الناس ص۳۴ میں رقم طراز ہیں:

> "تو بایں وجہ کہ بالمعنی مرفوع ہے اور باعتبار سند صحیح۔ بے شک تسلیم ہی کرنا پڑے گا۔"

لیکن مولانا انور شاہ صاحب کشمیری اس کے خلاف ہیں۔ دیکھئے فیض الباری میں انہوں نے صاف طور پر لکھا:۔

> "والظاهر انه ليس بمرفوع واذا ظهر عندنا منشاءه فلا ينبغي للانسان ان يعجز نفسه في شرحه مع كونه شاذا بالمرة"
>
> (فیض الباری جلد ۳ ص ۳۳۳)

ترجمہ: اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اثر مرفوع نہیں ہے اور جب اس کا منشاء ہم پر ظاہر ہو گیا (کہ یہ محض عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا ہوا قول ہے۔ناقل) تو اب انسان کے لئے یہ بات لائق نہیں کہ وہ اس کی شرح میں اپنے آپ کو عاجز کر دے۔ باوجودیکہ وہ مُرہ (راوی) کی وجہ سے شاذ ہے۔ انتہیٰ

تحذیر الناس پر فیض الباری کی جرح

صرف یہی نہیں بلکہ مولانا انور شاہ صاحب نے فیض الباری میں اسی مقام مولانا نانوتوی صاحب کے رسالہ تحذیر الناس کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور عجیب انداز میں اس کے انداز پر جرح کی ہے، فرماتے ہیں:

"وقد الف مولانا النانوتوی رسالة مستقلة فی شرح الاثر المذکور سماها تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس وحقق فیها ان خاتمیته صلی اللہ علیہ وسلم لا تخالف ان یکون خاتم اخر فی ارض اخری کما هو مذکور فی اثر ابن عباس ویلوح من کلام مولانا النانوتوی ان یکون لکل ارض سماء ایضًا کما لارضنا والذی یظهر من القرآن کون السموات السبع کلها لتلک الارضیة" اھ فیض الباری جلد ۳ صـ ۳۳۳

ترجمہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کے اثر مذکور کی شرح میں مولانا نانوتوی نے ایک مستقل رسالہ "تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس" لکھا ہے اور اس میں ثابت کیا ہے کہ اگر کوئی اور خاتم کسی دوسری زمین میں ہو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کے خلاف نہیں، جب کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کے اس اثر میں مذکور ہے۔ اور مولانا نانوتوی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر زمین کے لئے بھی اسی طرح آسمان ہو جیسے ہماری زمین کے لئے ہے قرآن مجید سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ساتوں آسمان اسی زمین کے لئے ہیں۔ (فیض الباری جلد ۳ صـ ۳۳۳)

مولانا انور شاہ صاحب کا نانوتوی صاحب پر طنز لطیف

دیکھئے کس وضاحت کے ساتھ مولانا انور شاہ صاحب نے نانوتوی صاحب کے کلام کو قرآن مجید کے خلاف قرار دیا ہے۔ اس کے بعد مولانا انور شاہ صاحب نے اثر مذکور کے متعلق اپنا وہی مسلک بیان کیا ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں اور ساتھ ہی شاہ صاحب نے نانوتوی صاحب پر نہایت لطیف انداز میں طنز کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"والحاصل انا وجدنا الاثر المذکور شاذا لا یتعلق به امر من صلوتنا وصیامنا ولا یتوقف علیه شیء من ایماننا رأینا ان نترک شرحه وان کان لا بد لک ان تقتحم فی ما لیس لک به علم فتقل علی طریق ارباب الحقائق ان سبع ارضین لعلها عبارة عن سبعة عوالم وقد صح منها ثلثة عالم الاجسام وعالم المثال وعالم الارواح۔ اما عالم الذر وعالم النسمة فقد ورد به الحدیث ایضا لکنا لا ندری هل هو عالم براسه ام لا فهذه خمسة عوالم واخرج نحوها اثنین ایضا فان الشیء الواحد لا یمر من هذا العالم الا ویاخذ احکامه وقد ثبت عند الشرع وجودات للشیء قبل وجوده فی هذا العالم وحینئذ یمکن لک ان تلتزم کون النبی الواحد فی عوالم مختلفة بدون محذور" انتهی

فیض الباری جلد ۳ صـ ۳۳۴

ترجمہ اور حاصل کلام یہ ہے کہ جب ہم نے اثر مذکور کو شاذ پایا اور اس کے ساتھ ہماری نماز اور روزے کا کوئی امر بھی متعلق نہیں نہ اس پر ہمارے ایمان سے کوئی امر موقوف ہے تو ہم نے مناسب جانا کہ اس کی شرح کو ترک کر دیں اور (اے مخاطب) اگر تیرے لئے کوئی چارہ نہیں اور تو اس بات پر مجبور ہے کہ ایسی چیز میں دخل انداز ہو جس کے بارہ میں تجھے کچھ علم نہیں (یعنی اثر مذکور کے بارے میں تو ضرور کچھ کہنا چاہتا ہے) تو ارباب حقائق کے طریق پر تجھے یہ کہنا چاہیئے کہ غالبًا اثر مذکور میں سات زمینوں کے لفظ سے سات عالموں کو تعبیر کیا گیا ہے۔ جن میں سے تین کا وجود تو صحت کے درجہ کو پہنچ چکا ہے، عالم

اجسام، عالم مثال، عالم برزخ۔ پھر عالم ذر، عالم نسمہ۔ تو بے شک ان دونوں کے متعلق بھی حدیث وارد ہوئی ہے لیکن ہم نہیں جانتے کہ یہ دونوں مستقل عالم ہیں یا نہیں۔ پس یہ پانچ عالم ہیں اور انہیں پانچ کی طرح دو اور بھی نکال لے۔ (تاکہ پورے سات ہو جائیں) تو ایک چیز اس عالم سے دوسرے عالم کی طرف نہیں گذرتی لیکن اس حال میں گذرتی ہے کہ اس عالم کے احکام لے لیتی ہے۔ اور بے شک ایک شئ کیلئے اسکے اس عالم میں آنے سے پہلے کئی وجود شرع مطہر میں ثابت ہو چکے ہیں۔ اور اس وقت تیرے لئے بغیر کسی دشواری کے یہ ممکن ہے کہ تو مختلف عالموں میں ایک ہی نبی کے ہونے کا التزام کر لے۔

(فیض الباری ص ۳۴۴ ۳)

مولانا کشمیری کا تحذیر پر رد اور ہماری تائید

شاہ صاحب نے اس عبارت میں بیہقی کی تصحیح نقل کرنے کے باوجود اثر مذکور کی صحت کو تسلیم نہیں کیا اور اس کو محض لفظ شاذ سے تعبیر فرمایا۔ اسی طرح " والظاہر انہ لیس بمرفوع " کہہ کر اس کے مطلقاً مرفوع ہونے کی نفی کر دی اور کسی ایک جگہ بھی اس کے بالمعنی مرفوع ہونے کا قول نہیں کیا اور صاف کہہ دیا کہ ہمارے اعمال و عقائد میں سے کوئی شئ اس اثر عبداللہ بن عباس سے متعلق نہیں، اس لئے ہم اس کی شرح چھوڑتے ہیں یہ نانوتوی صاحب پر ایک قسم کا لطیف طنز ہے۔

کیوں کہ نانوتوی صاحب نے یہ تسلیم کر لینے کے باوجود کہ واقعی اثر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اصول دین اور عقائد و اعمال سے قطعاً متعلق نہیں اس کی شرح میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ مزید براں شاہ صاحب نے اثر مذکور میں کلام کرنے کو انتہائی طور پر ناپسند کیا اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس میں کلام کرنے کے لئے اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔ تو اسے وہ بات نہ کہنی چاہیے

توی صاحب نے کہی بلکہ) ارباب حقائق کے طور پر کلام کرنا چاہیے اور وہ یہ کہ سات زمینوں سات عالم مراد لیے جائیں اور انبیاء مذکورین سے ہر نبی کو ہر عالم میں تسلیم کیا جائے، کیوں کہ شرع ایک شئ کے متعدد وجود ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ایک ہی نبی کا ساتوں عالموں میں پایا جانا دشوار ہیں۔

انوتوی صاحب کے خلاف ایک اور شہادت

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء محققین سے ایک اور نقل کیے ہیں۔ وہ اسی حدیث آدم کآدمکم کے تحت فرماتے ہیں۔

" قالوا معناه ان فی کل ارض خلق الله لهم سادة یقومون علیهم مقام آدم ونوح وابراهیم وعیسیٰ نبینا قال السخاوی فی المقاصد الحسنه حدیث الارضون سبع فی کل ارض من الخلق مثل ما فی هذه حتی آدم کآدمکم وابراهیم کابراهیمکم هو مجهول (ن) ان صح نقله عن ابن عباس رضی الله عنهما علی انه اخذه عن الاسرائیلیات ای اقاویل بنی اسرائیل مما ذکر فی التوراة او اخذ من علمائهم ومشائخهم کما فی شرح النخبة وذا وامثاله اذا لم یخبر به ویصح سنده الی معصوم فهو مردود علی قائله انتهی کلام المقاصد مع تفسیر الاسرائیلیات۔

وقال فی انسان العیون قد جاء عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما فی قوله تعالیٰ ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم

وابراهیم کابراهیمکم وعیسٰی کعیسٰکم رواه الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد وقال البیهقی اسناده صحیح لکنه شاذ بالمرة ای لانه لا یلزم من صحة الاسناد صحة المتن فقد یکون فیه مع صحة اسناده ما یمنع صحته فهو ضعیف قال الجلال السیوطی ویمکن ان یؤل علی ان المراد بهم النذر الذین کانوا یبلغون الجن عن انبیاء البشر ولا یبعد ان یسمی کل منهم باسم النبی الذی یبلغ عنه هذا کلامه وحینئذ کان لنبینا علیه السلام رسول من الجن اسمه کاسمه ولعل المراد اسمه المشهور وهو محمد فلیتامل انتهی ما فی انسان العیون“

(روح البیان جلد ۱۰ پ ۲۸ مطبوعہ مصر ۴۴/۴۵)

ترجمہ محققین نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر زمین میں اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہے اور اس کے سردار ہیں جو اُن پر ہمارے آدم و نوح اور ابراہیم و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قائمقام ہو کر ان کی قیادت وسیادت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

علامہ سخاوی نے مقاصد حسنہ میں اس حدیث کو مجہول کہا اگرچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے اس کی نقل صحیح ہے۔ مجہول ہونا اس بات پر مبنی ہے کہ انہوں نے اسے اسرائیلیات یعنی بنی اسرائیل کی ان اقاویل سے لیا ہے، جو توراۃ میں مذکور ہیں۔ یا علماء ومشائخ بنی اسرائیل سے لیا ہے جیسا کہ شرح نخبہ میں ہے۔ یہ اور اسی قسم کی روایات جب اخبار اور سند کے اعتبار سے نبی معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صحت کے ساتھ پایۂ ثبوت

تک نہ پہنچی ہوں تو وہ اسی شخص پر رد کر دی جائیں گی جو ان کا قائل ہے۔ انتہی

اور انسان العیون میں کہا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے قول خداوندی ”ومن الارض مثلھن“ کی تفسیر میں حدیث نبی کنبیکم وآدم کآدمکم (الحدیث) مروی ہے۔ اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اسے صحیح الاسناد بتایا اور بیہقی نے کہا اس کی اسناد صحیح ہے۔ لیکن وہ مُرہ (راوی) کے ساتھ شاذ ہے۔ یعنی اس لئے کہ صحت اسناد سے صحت متن لازم نہیں آتی کیوں کہ کبھی باوجود صحت اسناد کے متن میں ایسی بات ہوتی ہے جو صحت متن سے مانع ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ ضعیف ہے۔

جلال الدین سیوطی نے کہا کہ اس روایت کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ آدم و نوح اور ابراہیم و عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام سے وہ پیغامبر مراد ہیں جو انبیاء بشر کی طرف سے جنات کو پیغام پہنچایا کرتے تھے اور یہ بعید نہیں کہ ان پیغامبروں میں سے ہر ایک اسی نبی کے نام سے موسوم ہو جس کا وہ پیغام رساں ہوتا تھا۔ یہ جلال الدین سیوطی کا کلام ہے۔ اس وقت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قاصد از قوم جن تھا۔ جس کا نام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی طرح تھا اور شاید نام سے حضور کا مشہور نام مراد ہے جو ”محمد“ ہے۔ یہاں تامل کرنا چاہیئے۔ انسان العیون کی عبارت ختم ہوئی۔

(روح البیان جلد ۱۰ پ ۲۸ ص ۴۴/۴۵ طبع مصر)

روح البیان کی اس منقولہ عبارت کا مفاد حسب ذیل ہے:۔

۱ بقیہ چھ زمینوں میں جن حضرات کا ذکر اثر مذکور میں وارد ہے۔ درحقیقت وہ انبیاء اللہ نہیں بلکہ رسل انبیاء بشر ہیں اور آدم و نوح و ابراہیم و عیسیٰ علیہم السلام کے قائم مقام ہو کر ہر زمین میں

خلق اللہ کی سیادت و قیادت کے امور انجام دیتے ہیں یعنی وہ خود انبیاء نہیں بلکہ وصف سیادت و قیادت میں انبیاء علیہم السلام کے مثل اور ان کے قائم مقام ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مفہوم نانوتوی صاحب کی اس تشریح کے قطعاً خلاف ہے جس پر انہوں نے اپنے نظریات کی بنیاد قائم کی ہے۔ بقیہ چھ زمینوں میں جب کوئی نبی ہی نہیں بلکہ انبیاء کے قائم مقام ہیں تو نانوتوی صاحب کے اس اختراعی نظریہ کی بنیاد ہی ختم ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی نبی کا پایا جانا حضور کی خاتمیت کے منافی نہیں۔

۲۔ امام سخاوی کے نزدیک یہ حدیث مجہول ہے اور اس کا ماخذ اقاویل بنی اسرائیل کے سوا کچھ نہیں۔

۳۔ بیہقی نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح کہا لیکن اس کے باوجود اس کے متن کو ضعیف قرار دیا۔ نانوتوی صاحب نے بیہقی کے قول میں "اسنادہ صحیح" دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ بس یہ حدیث صحیح ہے اور یہ نہ دیکھا کہ صحت اسناد کے لئے صحت متن لازم نہیں۔ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ سند صحیح ہو اور متن میں کوئی ایسی علت قادحہ پائی جائے جو اس کی صحت سے مانع ہو، اور اس بناء پر وہ متن ضعیف ہو۔ اس روایت میں بالکل یہی صورت پائی جاتی ہے کہ اگر تاویلات ماؤلین سے قطع نظر کر لی جائے تو ظاہر معنی حدیث، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے منافی ہے اور یہ منافات یقیناً علت قادحہ ہے جس کی وجہ سے یہ روایت ضعیف قرار پائے گی۔

نانوتوی صاحب پر صاحب روح المعانی کا رد شدید

علامہ سید محمود آلوسی حنفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں اثر مذکور کے متعلق رقمطراز ہیں:۔

"وقال الذھبی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم لابی الضحیٰ

علیہ متابعاً"

ذہبی نے کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔ لیکن یہ شاذ بمرہ ہے۔ ابوالضحیٰ کے لئے اس پر کسی متابعت کرنے والے کو میں نہیں جانتا۔

"وذکر ابو حیان فی البحر نحوہ عن الحبر وقال ھذا حدیث لا شک فی وضعہ وھو من روایۃ الواقدی الکذاب واقول لا مانع عقلاً ولا شرعاً من صحتہ والمراد ان فی کل ارض خلقا یرجعون الی اصل واحد رجوع بنی ادم فی ارضنا الی ادم علیہ السلام وفیہ افراد ممتازون علی سائرھم کنوح وابراھیم وغیرھما فینا"

(روح المعانی پ۲۸ ص۱۴۳ طبع جدید ص۱۲۵ طبع قدیم)

ترجمہ: ابوحیان نے بحر میں اس کے ہم معنی روایت حبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی ہے اس کے بعد فرمایا کہ اس حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں اور وہ واقدی کذاب کی روایت سے ہے۔

اور میں کہتا ہوں کہ عقلاً و شرعاً اس حدیث کی صحت سے کوئی امر مانع نہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ ہر زمین میں مخلوق ہے۔ جو اصل واحد کی طرف رجوع کرتی ہے۔ جیسے ہماری زمین میں بنی آدم، آدم علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور ہر زمین میں کچھ ایسے افراد ہیں جو اپنے بقیہ افراد پر اسی طرح امتیازی شان رکھتے ہیں۔ جیسے نوح اور ابراہیم وغیرہما علیہم السلام ہم میں ممتاز ہیں۔ انتہیٰ (روح المعانی پ۲۸ ص۱۲۵ طبع قدیم ص۱۴۳ طبع جدید)

علامہ سید محمود آلوسی نے بھی صحت حدیث کا مدار صرف اس امر پر رکھا کہ اس حدیث میں ہر زمین میں جن حضرات کا ذکر ہے وہ انبیاء اللہ نہیں بلکہ امتیازی شان میں ان کے مشابہ ہیں۔ یہ توجیہ صاحب روح البیان کی منقولہ توجیہ کے عین مطابق ہے۔ اور دونوں کا مفاد یہی ہے کہ

چھ زمینوں میں انبیاء اللہ نہیں پائے جاتے بلکہ سیادت وقیادت اور عظمت وامتیازی حیثیت میں انبیاء علیہم السلام سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اوران کی قائمقامی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کی یہ توجیہہ نانوتوی صاحب کے خلاف ناقابل رد شہادت اوران کے خودساختہ مسلک کی تردید شدید ہے۔

اثر عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند ومتن اور صحت وضعف اوراس کی توجیہہ وتاویل سے متعلق جن اہم امور کو نانوتوی صاحب نے عمداً یا خطاً چھوڑ دیا تھا۔ ہم نے نہایت ہی اختصاراً اور جامعیت کے ساتھ انہیں بیان کر دیا ہے۔ جسے بغور دیکھنے کے بعد اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہتا کہ اثر مذکور معلل وضعیف ہے۔ اور اگر بالفرض اس کی صحت کو تسلیم کر لیا جائے تو نانوتوی صاحب کی توجیہات کتاب وسنت کے قطعاً منافی ہیں۔

نیز اس بیان سے یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ مولانا انور شاہ صاحب کشمیری نانوتوی صاحب کی توجیہات سے بیزار ہیں۔ اورانہوں نے بھی اسی توجیہہ کو پسند فرمایا جسے ہم عرض کر چکے ہیں۔

والحمد للہ علی احسانہ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد۔

والہ واصحابہ اجمعین

تقریظ

ازقلم فیض رقم امام المناطقہ رئیس الفلاسفہ استاذ الاساتذہ فخر الجہابذہ
جامع المعقول والمنقول العلامۃ الفہامۃ الحافظ الحاج مولانا عطا محمد صاحب چشتی
گولڑوی دامت برکاتہم العالیہ صدر مدرس دارالعلوم "مظہریہ امدادیہ" بندیال ضلع سرگودھا

(نوٹ، حضرت ممدوح نے زیر نظر مضمون کو بغور ملاحظہ فرما کر "تحذیر الناس" کی عبارت کا رد اور اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس سرہ العزیز کی عبارت شریفہ پر اعتراض کرنے والوں کا اجمالی جواب نہایت محققانہ انداز میں تحریر فرما کر آخر میں زیر نظر مضمون (التبشیر برد التحذیر) کی تائید وتوثیق فرمائی ہے۔ لیکن چونکہ حضرت ممدوح مدظلہ نے اپنے علمی وتدریسی مشاغل میں انتہائی مصروفیت کے باعث کمال اجمال سے کام لیا ہے۔ اس لئے تا حصول تفصیل ازاں ممدوح موصوف ہم اس رد اور اجمالی جواب کی اشاعت کو ملتوی کرتے ہوئے زیر نظر مضمون کی تائید وتوثیق سے متعلق حضرت ممدوح کی تقریظ کا آخری حصہ بصد شکریہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

(ناشر)

غزالی زماں محقق دوراں علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ ایسے بحر مواج کی معمولی سی لہر کا مطالعہ کرنا چاہیے جس میں حضرت موصوف نے نہ صرف اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ پر زبان طعن دراز کرنے والوں کو دنداں شکن جواب دیا، بلکہ تحذیر الناس کی عبارت کو بادلائل

بے نظیر رد کر کے ہباءً منثورا کر دیا۔ میں نے اسے گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ حضرت موصوف کے علمی تبحر اور صداقت مسلک کو ہر جگہ موجزن پایا۔ اللہ تعالٰے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے انبیاً کرام کی عزت و عصمت پر ناپاک حملے کرنے والوں سے حفاظت کے لئے دنیائے سنیت میں ایسے یگانۂ روزگار محقق مقرر فرمائے جو اپنے گرانمایہ علمی نکات اور بے لاگ تحقیقات کے ذریعہ ہر مخالف کے دلائل و اعتراضات کے ایسے جواب دیتے ہیں کہ کسی کو مجال تکلم نہیں رہتی۔ اللہ تعالٰے حضرت موصوف کو تا دیر دین متین مسلک اہل سنت و جماعت کی خدمات کا موقعہ عطا فرمائے۔

آمین۔

حررہ الفقیر خادم العلماء عطا محمد الچشتی الگولڑوی

المدرس بدار العلوم مظہریہ امدادیہ فی بلدۃ بندیال ضلع سرگودھا

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

التنویر

لدفع ظلام

التحذیر

تدوین و ترتیب

ابوالفضل حضرت علامہ مولانا غلام علی قادری اشرفی

شیخ القرآن والحدیث جامعہ حنفیہ دار العلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد ﷲ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہٗ

امّا بعد۔ اس مقالہ میں خالص علمی انداز میں یہ امر ثابت کیا گیا ہے کہ امام اہلسنّت، اعلیٰ حضرت مجدّد دین وملّت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ نے حسام الحر میں علمائے حرمین شریفین کی تصدیق و توثیق کے ساتھ جن اکابر وہابیہ دیوبندیہ کی تکفیر فرمائی ہے بالکل برحق ہے۔ اور تحذیر الناس وحفظ الایمان اور براہین قاطعہ کی محل نزاع عبارات صریح کفر ان میں کوئی صحیح تاویل نہیں ہو سکتی۔ مضامین مقالہ کی ترتیب یہ ہے:

۱ــ تکفیر کے مسلّمہ اصول دیوبندی مصنفین اور مناظرین کی کتب سے

۲ــ تحقیق مسئلہ ختم نبوّت

۳ــ بانی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کا رد بلیغ

۴ــ دیوبندی تاویلات باطلہ اور تحقیقی مہذب پوسٹ مارٹم

یہ مقالہ جناب محترم حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری سرپرست اعلیٰ مرکزی مجلس رضا لاہور ک ارشاد گرامی کی تعمیل میں لکھا گیا تھا۔ اور اس سے قبل ماہنامہ فیض رضا میں شائع ہو چکا ہے۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ اہل علم حضرات نے اس کی نہایت تحسین فرمائی ہے۔

اس تحریر منیر کا نام "التنویر لدفع ظلام التحذیر" تجویز کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے قبول فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز ۰

فقیر ابو الفضل غلام علی اشرفی غفرلہٗ
خادم التفسیر والحدیث جامعہ حنفیہ دار العلوم اشرف المدارس
ملتان روڈ اوکاڑہ۔ ۱۰ ۹/۷۶

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

مسئلہ تکفیر کے متعلق چند مسلّمہ اُصُول

ــ کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔

نہ علمائے اسلام جلد باز ہیں۔ نہ فروعی اور ظنیات اور اجتہادی اُمور میں کوئی تکفیر کرنا ہے۔ بلکہ جب تک آفتاب کی طرح کفر ظاہر نہ ہو جائے۔ یہ مقدس جماعت کبھی ایسی جرأت نہیں کرتی۔ حتی الوسع کلام میں تاویل کر کے صحیح معنی بیان کرتے ہیں۔ مگر جب کسی کا دل ہی جہنم میں جانے کو چاہے اور وہ خود ہی اسلام کے وسیع دائرہ سے خارج ہو جائے تو علمائے اسلام مجبور ہیں جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے۔ اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔ (اشد العذاب ص۳)

علماء نے بہت احتیاط کی مگر جب کلام میں تاویل کی گنجائش نہ رہے اور کفر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے تو پھر بجز تکفیر کے چارہ ہی کیا ہے۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است اگر خاموش بنشینم گناہ است

ایسے وقت میں اگر علماء سکوت کریں اور خلقت گمراہ ہو جائے تو اس کا وبال کس پر ہوگا؟ آخر علماء کا کام کیا ہے؟ جب وہ کفر اور اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں تو اور کیا کریں گے؟ (اشد العذاب ص۴۲)

۲ــ انبیاء علیہم السّلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریات دین سے ہے۔ (اشد العذاب ص۲)

۳ــ کسی مسلمان کو اقرار توحید و رسالت وغیرہ عقائد اسلامیہ کی وجہ سے کافر کہنا

کفر ہے کیونکہ اس نے اسلام کو کفر بتایا - اسی طرح کسی کافر کو عقائد کفریہ کے باوجود مسلمان کہنا بھی کفر ہے - کیونکہ اس نے کفر کو اسلام بتایا حالانکہ کفر کفر ہے - اور اسلام اسلام ہے - اس مسئلہ کو مسلمان اچھی طرح سمجھ لیں اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں - حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ جو منکر ضروریات دین ہو اسے کافر کہا جائے - کیا منافقین توحید و رسالت کا اقرار نہ کرتے تھے پانچوں وقت قبلہ کی طرف نماز نہ پڑھتے تھے ؟ مسیلمہ کذاب وغیرہ مدعیان نبوت اہل قبلہ نہ تھے ؟ انہیں بھی مسلمان کہو گے ؟ (اشد العذاب صہ ۱)

(احسن البیان ، ادریس کاندھلوی) (کنز الایمان ، مفتی محمد شفیع)

۴ — جو کافر اور مرتد کو کافر اور مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے (اشد العذاب صہ ۹)

اکفار الملحدین[1] ، کفر و ایمان[2] قرآن کی روشنی میں ، احسن البیان[3] ،

۵ — اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کا فتویٰ بالکل صحیح ہے -

مولوی مرتضٰے حسن دربھنگی لکھتے ہیں - بعض علمائے دیوبند کو خانصاحب بریلوی فرماتے ہیں - کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں جانتے (جیسا نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے) چوپائے مجانین کے علم کو آپ کے علم کے برابر کہتے ہیں - (جیساکہ حفظ الایمان میں تھانوی کی عبارت) شیطان کے علم کو آپ کے (صلے اللہ علیہ وسلم) علم سے زائد کہتے ہیں - لہٰذا وہ کافر ہیں - تمام علمائے دیوبند فرماتے ہیں - کہ خانصاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے - جو ایسا کہے وہ کافر ہے مرتد ہے - ملعون ہے لاؤ ہم بھی تمہارے فتویٰ پہ دستخط کرتے ہیں - بلکہ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے -

[illegible]

یہ عقائد بے شک کفریہ عقائد ہیں - صہ ۱۲ ، صہ ۱۳

---

[1] مصنفہ انورشاہ کشمیری سابق صدر مدرسہ دیوبند ۔ [2] مفتی محمد شفیع دیوبندی ،

[3] مصنفہ محمد ادریس کاندھلوی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

اگر خانصاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے - جیساکہ انہوں نے سمجھا تو خانصاحب پر ان کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے - تو خود کافر ہو جاتے جیسے علماء اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا - اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری یا قادیانی وغیرہ ہوں - تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے - (اشد العذاب صہ ۱۳ ، صہ ۱۴)

۶ — کلمات کفریہ بکنے والا جب تک اپنے ان کفریات سے توبہ نہ کر لے اس کا دعوے اسلام بے کار ہے - دربھنگی اسی اشد العذاب میں لکھتا ہے - " مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات پیش کر دیتے ہیں - جن میں ختم نبوت کا اقرار ہے - عیسےٰ علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت شان کا اقرار ہے - اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے کافر نہ تھے ایک مدت تک مسلمان تھے اور چونکہ دجال تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے - تو پہلی عبارات مفید نہیں - جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھائیں - کہ میں نے جو فلاں معنی ختم نبوت کے غلط کئے ہیں - وہ غلط ہیں - صحیح معنی یہ ہیں - کہ آپ کے بعد کوئی نبی حقیقی نہ ہو گا یا عیسیٰ علیہ السلام کو جو فلاں جگہ گالیاں دے کر کافر ہوا تھا - اس سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں - ورنہ ویسے تو مرزا صاحب اور تمام مرزائی الفاظ اسلام ہی کے بولتے ہیں - اس وجہ سے مسلمان دھوکا میں آجاتے ہیں کہ یہ تو ختم نبوت کے قائل ہیں - عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم کرتے ہیں - قرآن کو بھی مانتے ہیں - لیکن معنی وہ نہیں جو قرآن و حدیث نے بتلائے ہیں - معنی ان کے وہ ہیں جو مرزا صاحب نے تصنیف کر کے کفر کی بنیاد ڈالی ہے - لہٰذا جو عبارت مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں - جب تک ان مضامین سے صاف توبہ نہ دکھائیں

یا توبہ نہ کریں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں ۔ (اشد العذاب ص۱۵)

اب دیوبندی مناظر کی اس تحریر کو پیش نظر رکھ کر مرزا اور مرزائی کی جگہ علمائے دیوبند اور دیوبندی رکھ لیں ۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندیوں کا ختم نبوت اور قرآن پاک ماننے کا دعوےٰ اس وقت تک بیکار ہے جب تک کہ یہ اپنی عبارات کفریہ سے توبہ نہ کریں ۔ جن کی بناء پر اعلحضرت فاضل بریلوی اور علمائے حرمین نے ان کی تکفیر کی ہے ۔ (حسام الحرمین)

—— کیا بغیر قصد اور ارادہ کے بھی حکم کفر عائد ہوگا ؟

اگر کوئی شخص عمداً کلمات کفر بکے اور بعد میں یہ کہہ دے کہ میری نیت توہین کی نہیں تھی ۔ تو اس کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اس پر حکم کفر عائد ہوگا ۔ اگر اس قسم کا عذر قابل قبول ہو تو اس کا یہ نتیجہ ہوگا ۔ کہ کسی بڑے سے بڑے گستاخ کو بھی جب کہا جائے گا کہ تو نے کفر کیا ہے ۔ گستاخی کی ہے ۔ شان رسالت میں صریح توہین کی ہے ۔ تو وہ جواب میں کہہ سکے گا کہ میری نیت توہین کی نہیں تھی ۔ دیکھئے ! اگر کوئی شخص دوسرے کو گالی دے کہ اے ولد الحرام! اور وہ جوتا لے کر اس کے سر پر سوار ہو جائے تو کیا صریح گالی دینے والا یہ کہہ کر بچ سکتا ہے ۔ کہ میری نیت گالی کی نہیں تھی ۔ دیکھو قرآن کریم میں "المسجد الحرام" موجود ہے ۔ حرام ، حرمت اور عزت سے ماخوذ ہے ۔ لہذا علمائے اعلام نے اس مسئلہ میں یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے ۔

اِذِ المَدَارُ فی الحکم بالکفرِ علی الظواھر ولا نظر للقصودِ والنّیات ولا نَظَرَ لِقرائنِ حالہٖ (الاعلام بقواطع الاسلام علی ہامش الزواجر ص۱۴۰/۲ ، اکفار ص۳)

اس لئے کہ کفر کے حکم کا دار و مدار ظواہر پر ہے ۔ ارادوں ، نیتوں اور قرائن حال پر نہیں ۔

ایسے ہی انور شاہ صاحب نے اکفار الملحدین ص۶ پر لکھا ہے ۔ وقد ذکر العلماء ان التہور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر ، اور علماء اسلام نے فرمایا ہے ۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرأت اور

دلیری کفر ہے ۔ اگرچہ کہنے والے نے توہین کا قصد نہ کیا ہو ۔

دیوبندیوں کا مطاع الکل مولوی رشید احمد گنگوہی خود لطائف رشیدیہ ص۲۲ پر لکھتا ہے ۔ " جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں ۔ اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو ۔ مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے " ۔ شہاب ثاقب ص۱۱

ان عبارات مذکورہ کو پیش نظر رکھ کے تھانوی کے اس منافقانہ عذر لنگ کا جائزہ لیں ۔

" جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں
اس کا خطرہ نہیں گزرا ۔ تو میری مراد کیسے ہو سکتی ہے "

ہاں جناب آپ کی مراد ہو یا نہ ہو ۔ یہ مضمون خبیث ہے ۔ جو حفظ الایمان میں آپ نے لکھا ہے ۔ گستاخی اور توہین کے لئے الفاظ کو دیکھا جاتا ہے ۔ قائل کی مراد نہیں دیکھی جاتی ۔ خود تھانوی لکھتا ہے ۔ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد ، صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے (جو تھانوی نے کہی ہے) میں اسکو خارج از اسلام سمجھتا ہوں ۔ (بسط البنان)

—— تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی و توہین کفر ہے ۔

شرح شفا میں ہے ۔ محمد بن سحنون نے فرمایا ۔ کہ اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتنقص لہ کافر ومن شک فی کفرہ وعذابہ کفر ۔

اشد العذاب ص۱۵ ، شرح الشفا لملا علی قاری ص۳۹۲/۲ ، اکفار الملحدین ص۵۱ از شاہ دیوبندی کشمیری

—— صریح کلام میں تاویل مقبول نہیں ہوتی ۔

قال حبیب بن الربیع لانّ ادّعاء التاویل فی لفظ صریح لا یقبل ۔

حبیب بن ربیع نے فرمایا ۔ اس لئے کہ لفظ صریح میں اس کی تاویل کا ادعا مقبول نہیں ہے ۔

نسیم الریاض شرح شفا ص۳۷۸/۴ ، اکفار الملحدین ص۶۳ ، شرح شفا للقاری ص۳۹۷/۲

احسن البیان ص۲

—— حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ماننا ضروریات دین سے ہے ۔

قال فی الاشباہ فی کتاب التیسیر، اذا لم یعرف ان محمداً علیہ السلام آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات،

جو شخص حضور علیہ السلام کو آخر الانبیاء نہ مانے وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضور علیہ السلام کو آخری نبی ماننا ضروریات دین سے ہے۔

۱۱ ــــ ضروریات دین میں تاویل کفر کو دفع نہیں کرتی۔

ان التاویل فی ضروریات الدین لا یدفع القتل ولا یدفع الکفر (اکفار الملحدین ص۱۵)

والتاویل فی ضروریات الدین لا یدفع الکفر علامہ سیالکوٹی علی الخیالی وھو کذلک فی الخیالی۔ (حاشیہ سیالکوٹی)

بلکہ تاویل فاسد مثل کفر کے ہے۔

وجعل فی الفتوحات ص۸۵/۲ التاویل الفاسد کالکفر (اکفار الملحدین ص۱۹)

۱۲ ــــ متواترات میں تاویل بھی کفر ہے۔

جس طرح دین کے کسی حکم قطعی اور متواتر کا صریح انکار کفر ہے۔ اسی طرح قطعیات اور متواترات میں تاویل کرنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ قطعی امور کی تاویل بھی انکار کے حکم میں ہے۔ مثلاً جس طرح نماز اور روزہ کا صریح انکار کفر ہے۔ اسی طرح نماز اور روزے میں ایسی تاویل کرنا جو امت محمدیہ کے اجماعی معنی اور اجماعی عقیدہ کے خلاف ہو وہ بھی کفر ہے اور اس طرح کے تاویلی کفر کو اصطلاح شریعت میں الحاد و زندقہ کہتے ہیں۔ (احسن البیان ص۳، اکفار الملحدین ص۲ بالمعنی)

ختم نبوت کے بارے میں تمام امت کا اجماعی عقیدہ

اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ماننا اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو احد، صمد، لاشریک لہ جاننا فرض اول و مناط ایمان ہے۔ یونہی مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو خاتم النبیین ماننا

ے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جانت
ن اجل وجزو ایقان و ایمان ہے۔ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ نص قطعی
ن ہے۔ اس کا منکر، نہ منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شاک بلکہ ضعیف احتمال خفیف
ے توہم، خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون، مخلد فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی
افر ہو، بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر۔ جو اس کے
افر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے وہ بھی کافر بیّن الکفر جلی الکفران ہے۔

بزازیہ، در مختار، شفاء و الاعلام بقواطع الاسلام، فتاویٰ حدیثیہ از جزاء اللہ عدوہ ص۴۳

(از امام اہل سنت اعلیحضرت رضی اللہ عنہ)

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے۔ جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں۔ اور عہد نبوت سے لیکر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔ اور یہ مسئلہ قرآن کریم کی صریح آیات اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ جس کا منکر قطعاً کافر مانا گیا ہے اور کوئی تاویل اور تخصیص اس بارے میں قبول نہیں کی گئی

(مسک ص۳ الختام از محمد ادریس کاندھلوی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)

دیوبندی علامہ انور شاہ کاشمیری اپنے رسالہ "عقیدۃ الاسلام ص۲۱۵ پر لکھتے ہیں"

ثم ان الامۃ اجمعت علی ان لا نبوۃ بعدہٗ صلی اللہ علیہ وسلم ولا رسالۃ اجماعاً قطعیاً وتواترت بہ الاحادیث نحو مائتی حدیث فتاویلہ بحیث ینتفی بہ ختم الزمانی کفر بلا شبہۃ"

یہی علامہ صاحب اکفار الملحدین ص۴۳ میں لکھتے ہیں۔

وکذلک نکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ای فی زمنہ کمسیلمۃ الکذاب والاسود العنسی او ادعی نبوۃ احد بعدہٗ فانہ خاتم النبیین بنص القرآن والحدیث فہذا تکذیب للّٰہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم کالعیسویۃ

(فرقۃ مِنَ الیھود) بلکہ اسی کتاب کے صـ ۲۷ پر لکھا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے بعد جو کسی نبی کا آنا جائز مانے وہ بھی کافر ہے۔ او کذب رسولاً او نبیاً او نقصہٗ بای منقص کان صغر اسمہٗ مریداً تحقیرہٗ او جوز نبوۃ احدٍ بعد وجود نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نبیٌ قبل فلا یرد (تحفہ شرح منہاج) اس کے بعد لکھا

"فسادُ مذھبھم غنی عن البیان لشھادۃ العیان کیف وھو یؤدی الی تجویز نبی مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم او بعدہٗ و ذالک یستلزم تکذیب القرآن اذ قد نص علی انہ خاتم النبیین و اٰخر المرسلین وفی السنۃ انا العاقب لانبی بعدی و اجمعت الامۃ علی ابقاء ھذا الکلام علی ظاھرہٖ و ھذا احدی المسائل المشھورۃ التی کفرنا بھا الفلاسفۃ لعنھم اللہ تعالٰی"

(شرح الفرائد للعلامۃ العارف باللہ عبد الغنی النابلسیؒ)

اب مفتی محمد شفیع دیوبندی کی بھی سنیئے۔

اگر خاتم النبیین اور لانبی بعدی میں تاویلات باطلہ کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھا جائے۔ تو پھر بت پرست اور مشرکین کو بلکہ ان کے معلم و امام ابلیس کو بھی دائرہ اسلام سے خارج و کافر نہیں کہہ سکتے"

اور جو لوگ ایسی تاویلاتِ باطلہ کر کے امت کے اجماعی عقائد اور قرآن و حدیث کی واضح تصریحات کی تکذیب کرنے والوں کو امتِ اسلامیہ سے علیحدہ کرنے کو اس لئے برا سمجھتے ہیں کہ اس سے اسلامی برادری کو نقصان پہنچتا ہے۔ ان کی تعداد کم ہوتی ہے۔ یا ان میں تفرقہ پڑتا ہے تو انہیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر تفرقہ اور اختلاف سے بچنے کے یہی معنی ہیں کہ کوئی کچھ کیا کرے اور کہا کرے مگر اسکو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھا جائے۔ تو پھر ان مٹھی بھر ملاحدہ و زنادقہ سے ملت کو کیا سہارا لگتا ہے۔ ایسی پوچ تاویلات کے ذریعہ تو سارے جہان کے کافروں کو ملتِ اسلامیہ میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسی ہی رواداری کرنا ہے تو پیٹ بھر کر کی جائے تاکہ دنیا کی ساری قومیں اور سلطنتیں اپنی ہو جائیں اور یہ کفر و ایمان کی

جنگ ہی ختم ہو جائے۔ (کفر و ایمان قرآن کی روشنی میں صـ ۴۳)

عہدِ نبوت سے لیکر اب تک تمام امت کے علماء اور صلحاء، مفسرین اور محدثین، فقہاء اور متکلمین، اور اولیاء و عارفین سب کے سب ختمِ نبوت کے یہی معنی (حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا) " سمجھتے چلے آئے ہیں۔ اور بطریق تواتر یہ عقیدہ ہم تک پہنچا ہے۔

جس طرح صلوٰۃ و زکوٰۃ کے معنی میں کوئی تاویل قابلِ التفات نہیں۔ اسی طرح ختمِ نبوت کے معنی میں بھی کوئی تاویل قابلِ التفات نہ ہوگی۔ بلکہ ایسے صریح اور متواتر امور میں تاویل کرنا استہزاء اور تمسخر کے مرادف ہے۔

(احسن البیان از مولوی محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی)

ہمیں اس بحث کی ضرورت نہیں کہ مرزا صاحب اور (نانوتوی صاحب) کی تاویلاتِ مہملہ کی طرف توجہ کریں۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ جس نبی پر خاتم النبیین کی آیت اتری اس نے اس آیت کے کیا معنی سمجھے اور امت کو کیا معنی سمجھائے اور عہد صحابہ سے لیکر اس وقت تک پوری امت اس آیت کا کیا معنی سمجھتی رہی۔ کیا تیرہ سو سال کے علماء امت اور ائمہ لغت و عربیت کو عربی لغت کی اتنی بھی خبر نہ تھی۔ جتنی کہ قادیان کے دہقان اور نانوتہ کے بقولِ خود کودک نادان) کو ٹوٹی پھوٹی عربی کی خبر تھی۔

(احسن البیان صـ ۴۲)

خاتم النبیین کا معنی اہل لغت کے نزدیک

الخاتَم و الخاتِم من اسماءِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالفتح اسم ای اٰخرھم و بالکسر اسم فاعل (مجمع بحار الانوار ج۲ زیر لفظ ختم خاتم النبیین) لِاَنّہٗ ختم النبوۃ ای تممھا بمجیئہٖ۔

حضور کو خاتم النبیین اس لئے کہتے ہیں کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی اپنی تشریف آوری سے اس کو مکمل کر دیا۔

(مفردات امام راغب اصفہانی علی حاشیۃ النہایہ ابن اثیر ج ۱ ص ۲۱۳)

ختم نبوت اور قرآن کریم

قال اللہ تعالیٰ:۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ پ ۲۲ سورۃ الاحزاب

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول اور آخر الانبیاء ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

ختم نبوت اور مفسرین عظام

۱۔ اس آیت میں لفظ خاتم کی تین قرأت ہیں۔ ماسوا حسن اور عاصم کے باقی قراء نے خاتِم بمعنی انہ ختم النبیین، پڑھا۔ عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں ولکن نبیا ختم النبیین ہے۔ پس یہ بھی قرأت خاتِم پر دلیل ہے بمعنی انہ الذی ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم۔ حسن اور عاصم کی قرأت خاتَم النبیین بمعنی انہ آخر النبیین ہے۔ ختامہ مسک میں بھی ایک قرأت خاتمہ مسک بمعنی آخرہ مسک ہے۔ (ابن جریر ج ۲۲ ص ۱۶)

۲۔ روح المعانی میں یہ قرأتیں بیان فرمانے کے بعد مزید فرمایا۔ "وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدقت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا کتاب و سنت سے صراحۃً ثابت ہے۔ اور اس پر اجماع امت ہے۔ اور اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اور اگر اصرار کرے تو قتل کیا جائے گا۔ (روح المعانی ص ۳۴ ج ۲۲)

۳۔ ابن کثیر میں ہے۔ "فہذہ الآیۃ نص فی انہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولیٰ والاخریٰ ——— وبذلک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حدیث جماعۃ من صحابتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم"

پس یہ آیت اس بارے میں نص ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو بطریق اولیٰ اور انسب آپ کے بعد کوئی رسول بھی نہیں ہوگا۔ (کیونکہ جمہور کے نزدیک نبی رسول سے عام ہے۔ جب عام کی نفی ہوگی تو خاص کی بھی نفی ہو جائے گی) اور اسی مضمون کی احادیث متواترہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہیں۔ پھر آخر میں فرمایا۔ "فمن رحمۃ اللہ بالعباد ارسال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم من تشریفہ لہم ختم الانبیاء والمرسلین بہ واکمال الدین الحنیف لہ وقد اخبر اللہ فی کتابہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃ انہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ہذا المقام بعدہ فہو کذاب افاک دجال ضال مضل"

پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ ہے۔ پھر مزید شرف یہ کہ نبیوں اور رسولوں کو حضور کی تشریف آوری سے ختم کر دیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین حنیف کو کامل فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اللہ کے رسول نے سنت متواترہ میں خبر دی ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ جو شخص حضور کے بعد منصب نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب، افاک، دجال، ضال، مضل ہے۔ پھر علامہ ابن کثیر نے اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب لعنۃ اللہ علیہما کا ذکر کرنے کے بعد

لکھا۔ وَکَذٰلِکَ کُلُّ مُدَّعٍ لِذٰلِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یَخْتِمُوْا بِالْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ

اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کی طرح قیامت تک جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ وہ کذاب، دجال ہوگا۔ یہاں تک یہ دجاجلہ مسیح دجال پر ختم ہونگے۔

(ابن کثیر ج۳ ص۴۹۳)

جو شخص مزید تفصیل کا خواہاں ہے۔ اس کی سہولت کے لئے باقی معروف تفاسیر کے حوالے درج کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر تطویل کا خوف نہ ہوتا تو متعلقہ عبارات بھی نقل کر دی جاتیں۔

تفسیر کبیر ج ۔ ۶ ص۵۸۶ ، ابو السعود ج۴ ص۶۶۵ ، روح البیان ج۷ ص۱۸۵
(بیضاوی ، خازن ، مدارک ، ابن عباس ج۵ ص۱۲۳)
صاوی ج۳ ص۲۶۳ ، تفسیرات احمدیہ ص۴۰۶ ، مراح لبید و واحدی ج۲ ص۱۸۵
جمل علی الجلالین و مظہری تحت ھٰذہ الآیۃ ، جلالین ،

یہ تفاسیر اس وقت پیش نظر تھیں۔ (جن میں خاتمیت کا مطلب بلحاظ زمانہ آخری نبی بتایا ہے۔ اختر)

خاتم النبیین کی تفسیر و تشریح

احادیث مرفوعہ کی روشنی میں

یہ امر ظاہر ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر صاحب القرآن، خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ نے بیان فرمائی ہو اس کے خلاف کسی قادیانی یا نانوتوی کا قول کیا حیثیت رکھتا ہے۔ اب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ ملاحظہ ہوں۔

۱۔ مسلم شریف، پھر مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی، حضور علیہ السلام

نے فرمایا۔

فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ ، اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ ، وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ ، وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً ، وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ "

مجھے نبیوں پر چھ فضیلتیں دی گئیں۔ مجھے کلمات جامعہ عطا فرمائے گئے، رعب سے میری مدد کی گئی، اور میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں، اور میرے لئے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی، اور مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا۔ اور میرے ساتھ نبی ختم کر دیئے گئے۔

نوٹ:۔ "حضور علیہ السلام نے ختم ماضی کے صیغہ سے فرما کر منکرین ختم نبوت کی تمام تاویلات باطلہ کو ختم فرما دیا"

(مسلم شریف جلد اول ص۱۹۹ ، مشکوٰۃ کتاب الفتن ص۵۱۲)

۲۔ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایک محل کی مانند ہے۔ جس کی عمارت بہت خوبصورت ہو۔ اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ پس دیکھنے والے اس کا چکر لگائیں اور عمارت کے حسن سے تعجب کریں مگر اس اینٹ کی جگہ ——— سو میں نے اینٹ کی جگہ بند کر دی۔ میرے ساتھ (نبوت) کی عمارت کو ختم کر دیا گیا اور میرے ساتھ رسولوں کو ختم کر دیا گیا۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ، اور ایک روایت میں ہے۔ میں ہی وہ (آخری اینٹ) ہوں اور میں ہی آخر الانبیاء ہوں

(ترمذی ج۲ ص۲۰۹ ، مشکوٰۃ ص۵۱۱ ، بخاری ص۵۰۱ ، مسلم جلد۲ ص۲۴۸)

۳۔ بخاری و مسلم شریف میں حدیث شفاعت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے کہیں گے کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاؤ۔ حضور نے فرمایا۔ پس لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ (آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں) مسلم ص۱۱۱ ج۱

۴۔ مسلم و بخاری شریف۔ حضرت ابوہریرہ راوی۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

"كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ" ، بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام ان کی نگہداری کرتے تھے ۔ جب ایک نبی کا وصال ہو جاتا تھا ۔ تو دوسرے نبی ان کے جانشین ہو جاتے ۔ اور تحقیق شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا ۔

(رواہ البخاری والمسلم واللفظ لمسلم کتاب الامارہ صـ۱۲۶)

۵ — دارمی ، پھر مشکوۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ، حضور علیہ السلام نے فرمایا ۔ "اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ" ، "میں رسولوں کا قائد ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں اور میں آخری نبی ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت مقبول ہوگی اور مجھے کوئی فخر نہیں ۔ (دارمی ، مشکوۃ صـ۵۱۴)

۶ — عرباض بن ساریہ حضور علیہ السلام سے راوی ، فرمایا ۔

"اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِيْنَتِهٖ" ، "بیشک میں اللہ کے ہاں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا ۔ دراں حالیکہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے ۔ (تفسیر ابن کثیر ج۳ صـ۴۹۴ ، مشکوۃ صـ۵۱۳)

۷ — حضور علیہ السلام نے فرمایا ۔

"اَنَا آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ"

(رواہ ابن ماجہ عن ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صـ۲۹۷)

۸ — "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" ، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیلئے ۔ "تجھے میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی ۔ مگر تحقیق شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے" (عن سعد بن ابی وقاص مسلم ج۲ صـ۲۷۸ ، بخاری ج۲ صـ۶۳۳ واللفظ لمسلم)

---

۹ — "لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ" ، حضور علیہ السلام نے فرمایا ۔ اگر (بالفرض محال) میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ، عمر بن خطاب ہوتا ۔ (رواہ الترمذی عن عقبہ بن عامر ، مشکوۃ باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ صـ۵۵۸)

۱۰ — "اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ" ط

(رواہ الامام احمد عن انس بن مالک)

بیشک رسالت اور نبوت ختم ہوگئی ہے ۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے ۔ اور نہ کوئی نبی " (رواہ الترمذی ، ابن کثیر ج۳ صـ۴۹۳)

۱۱ — "اِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" ط

(رواہ ابوداود ج۲ صـ۲۲۶ ، والترمذی ج۲ صـ۴۵ عن ثوبان رضی اللہ عنہ وقال ہذا حدیث صحیح)

بیشک میرے بعد میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ۔ ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے ۔ اور میں خاتم النبیین ہوں ۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔

۱۲ — یہی روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ۔ جس کے اخیر میں فرمایا ۔ "اِنِّیْ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" ۔

(رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط والبزار ورجال البزار رجال الصحیح ۔)

(مجمع الزوائد ج۵ صـ۳۳۲)

بارہ کا عدد متبرک سمجھ کر اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کرتا ہوں ۔ ورنہ اس باب میں احادیث کثیرہ (صحیحہ) وارد ہیں ۔ جنہیں امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے "جزاء اللہ عدوہ" میں اور مفتی محمد شفیع دیوبندی نے ختم النبوت فی الاحادیث میں جمع کیا ہے ۔

خلاصہ کلام ۔ یہ کہ خاتم النبیین کے معنی تو آخر النبیین ہی کے ہیں ۔ جس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہ آیت اتری ۔ اس نے اس آیت کے یہی معنی سمجھے اور یہی سمجھائے ۔ اور جب صحابہ نے اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھی ۔ انہوں نے بھی یہی معنی سمجھے ۔ فَمَنْ شَاءَ

فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ ط الغرض حق روزِ روشن کی طرح واضح ہے کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ (بلفظہٖ عن مسک الختام صـ۲۵)

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی شرح مولوی محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں۔ جملہ "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" جملہ "خاتم النبیین" کی تفسیر ہے۔ اور لائے نفی جنس کا ہے جو نکرہ پر داخل ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد یہ جنس ہی ختم ہے (مسک الختام صـ۲۵) یعنی حضور علیہ السلام کے بعد ذاتی، عرضی، اصلی، ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی، اس زمین میں یا کسی دوسرے طبقہ میں حضور کے زمانہ ظاہری میں یا حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کسی نبی کا آنا ممکن ہی نہیں۔

پھر صـ۲۳ پر لکھا "مسند امام محمد اور معجم طبرانی کی روایت کے ماتحت اس روایت میں بھی خاتم النبیین کے بعد جملہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ بطور تفسیر مذکور ہے۔ اور اسی وجہ سے اس جملہ کا پہلے جملہ پر عطف نہیں کیا گیا۔ اس لئے بلاغت کا قاعدہ ہے۔ کہ جب جملہ ثانیہ جملہ اولیٰ کے لئے عطف بیان ہو تو پھر عطف ناجائز ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ عطف نسق چاہتا ہے تغایر کو۔ اور عطف بیان چاہتا ہے کمال اتحاد کو اور کمال وحدت اور مغایرت جمع نہیں ہو سکتی۔ (انتہی بلفظہٖ)

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

الحاصل آیت کریمہ

خاتم النبیین میں لغوی معنی اور احادیث، تفاسیر اور اجماع امت بلکہ خود دیوبندی علماء کی تصریحات کی رو سے شرعی معنی متواتر اور قطعی اجماعی یہی ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ سب انبیاء کرام کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ اور یہ آخری نبی ہونا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فضل جلیل ہے۔ کیونکہ آخری ہونے سے حضور کی شریعت مطہرہ کو شرف افضلیت حاصل ہوا حضور علیہ السلام ناسخ الادیان ہوئے۔ حضور کے دین متین کا ناسخ کوئی نہیں آئے گا۔ حضور علیہ السلام سب سے بلند و بالاتر رہے۔ ان سے بلند و بالا کوئی نہ ہوگا۔ خاتم النبیین کے اس

پر ایمان ضروریاتِ دین سے ہے اور اس کا انکار کفر قطعی ہے۔ اب قارئین کرام اس کے مقابل جناب نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس کی پوری عبارت بغور ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں۔ تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہیئے۔ یہ اختصار سوءِ ادب ہے) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں، کیا فرق ہے۔ جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمالات کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں۔ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سدِ باب مدعیانِ نبوت کیا ہے۔ جو کل جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حدِ ذاتہٖ قابل لحاظ ہے۔ پر جملہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ اور جملہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط میں کیا تناسب تھا۔ جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا۔ اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں۔ گر سدِ باب مذکور منظور ہی تھا۔ تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے۔ بلکہ بنائے خاتمیت

اور بات پر ہے۔ جس سے تاخرِ زمانی اور سدِّ باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے۔ اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ انتہٰی بلفظہٖ

(تحذیرُ النّاس صہ۳ مطبوعہ کتب خانہ مطبع قاسمی دیوبند یوپی)

اس عبارت مذکورہ کو بغور پڑھیئے اور دیکھئے کہ اس میں کتنے کفریات ہیں۔

۱ - خاتم النّبیین کے معنیٰ سب سے آخری نبی ہونے کو (جو تفاسیر، احادیث اور اجماعِ اُمّت سے قطعی اور متواتر ثابت ہو چکے ہیں) عوام، جاہلوں کا خیال بتانا۔

۲ - تمام اُمّت کو عوام اور نافہم ٹھہرانا۔

۳ - بلکہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ عوام اور نافہم کہنا۔ کیونکہ خاتم النّبیین کا معنیٰ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ حضور نے خود بیان فرمایا ہے۔

۴ - معنیٔ تفسیر و حدیث اور اجماع کے مخالفین کو اہلِ فہم بتانا۔

۵ - معنیٔ متواتر و قطعی میں کچھ فضیلت نہ ماننا۔

۶ - اس معنیٔ متواتر کو مقامِ مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہ جاننا۔

۷ - یہ کہنا کہ اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجئے۔ تو البتہ خاتمیت باعتبارِ تاخرِ زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔

۸ - اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانا جائے اور اس وصف کو مدح قرار دیا جائے۔ تو معاذ اللہ خدا کی طرف "یاوہ گوئی" کا وہم ہونا۔

۹ - اور حضور کی جانب نقصانِ قدر اور کم مرتبہ ہونے کا احتمال پیدا کرنا۔ "یاوہ گوئی" بیہودہ بکواس کو کہتے ہیں۔ اس میں خدا کی توہین بھی ظاہر ہے (العیاذ باللہ تعالےٰ)

۱۰ - یہ کہنا کہ تاخرِ زمانی، قد و قامت و شکل و رنگ وغیرہ ان اوصاف سے ہے۔ جن کو نبوّت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں۔

۱۱ - ختمِ زمانی کو کمالات سے شمار نہ کرنا اور یہ کہنا کہ اہلِ کمالات کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں

اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم (آخری نبی ہونا) کے احوال بیان کئے کرتے ہیں۔ گویا نانوتوی کے نزدیک تمام امّت جو سیّدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو آخر الزّمان نبی مانتی ہے۔ حضور کو ایسے ویسے لوگوں میں شمار کرتی ہے۔ (خاک بدہن ناپاک)

۱۲ - یہ کہنا کہ اگر حضور کو خاتم النّبیین بمعنی آخری نبی مانا جائے تو کلام اللہ میں بے ربطی اور بے ارتباطی لازم آتی ہے۔ اور جملہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ اور جملہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ میں کوئی تناسب نہیں رہتا۔

۱۳ - یہ کہنا کہ خاتم النّبیین بمعنی آخر الانبیاء پر حضور کی خاتمیت کی بناء نہیں ہے بلکہ بناءِ خاتمیت اور بات ہے۔

۱۴ - خاتم النّبیین کی ایسی تفسیر بالرائے کرنا، جو ساڑھے تیرہ سو سال سے کسی نے نہیں کی ہے۔ اور اس منگھڑت معنیٰ کو ثابت کرنے کے لئے تمام امّت کے مسلّمہ، متفقہ، اجماعی، قطعی معنیٰ کی تغلیط و تکذیب کرنا۔

۱۵ - حضور علیہ السّلام کے سوا تمام انبیاء علیہم السّلام کی نبوّت کو عرضی کہنا۔ چنانچہ موصوف بالذّات اور موصوف بالعرض کا مفہوم بیان کرتے ہوئے نانوتوی نے صہ۴ پر لکھا ہے۔

الغرض یہ بات بدیہی ہے۔ کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔ یعنی ممکنات کا وجود اور کمالاتِ وجود سب عرضی بمعنی بالعرض ہیں (بلفظہٖ) اور پھر عرضی کا معنیٰ خود یہ بیان کرتا ہے۔ " اور یہی وجہ ہے کبھی موجود، کبھی معدوم، کبھی صاحبِ کمال اور کبھی بے کمال رہتے ہیں - - - - - - - - - -

سو اسی طرح رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصوّر فرمائیے۔ یعنی آپ موصوف بوصفِ نبوّت بالذّات ہیں۔ اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصفِ نبوّت بالعرض۔ اوروں کی نبوّت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوّت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلۂ نبوّت (بایں معنیٰ) مختتم ہو جاتا ہے۔

(شرح عبارت تحذیر الناس)

وصف۔ کا معنی صفت، نبوّت کا پیغمبری، خاتمیت کا خاتم ہونا، موصوف بالذّات وہ ہستی ہے۔ جس کو کوئی صفت اپنی ذات سے بغیر کسی کے واسطے کے حاصل ہوئی ہو۔ موصوف بالعرض وہ ہستی ہے۔ جس کو کوئی صفت اپنی ذات سے نہیں بلکہ کسی دوسرے کے واسطے سے حاصل ہوئی ہو، مختتم ہو جاتا ہے ختم ہو جاتا ہے۔

اب دیکھیئے! نانوتوی صاحب کے نزدیک اس عبارت کا صاف صریح مطلب یہ یہ ہوا۔ کہ آیہ کریمہ میں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کو بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوّت حاصل ہوئی ہے۔ اور دیگر انبیاء علیہم السّلام کی نبوّت عرضی بمعنی بالعرض، کبھی موجود کبھی معدوم، کبھی تو نبی صاحبِ کمال اور کبھی بے کمال (معاذ اللہ)۔

نانوتوی صاحب نے اپنے اس من گھڑت معنی کا نام ختمِ ذاتی رکھا ہے۔ اور خاتم النبیین کا وہ معنی جو اگلے پچھلے تمام مسلمانوں کا اجماعی اور قطعی عقیدہ ہے۔ اس کا نام ختمِ زمانی رکھا ہے۔ چنانچہ حسین احمد ٹانڈوی نے بھی نانوتوی کی اس تحقیق جدید سے مستفید ہو کر یہی کچھ لکھا ہے۔ دیکھیے الشہاب الثاقب ص۸۳

ختمِ نبوّت کے دو معنی ہیں۔ اوّل ختمِ زمانی کہ جس کے معنی ہیں۔ کہ خاتم کا زمانہ سب نبیوں کے اخیر میں ہو۔ اس کے زمانے کے بعد کوئی دوسرا نبی نہ ہو۔ اس کو ختمِ زمانی کہتے ہیں۔ پس جو شخص سب کے بعد ہو۔ زمانہ میں اس کو خاتم اس اعتبار سے کہہ سکیں گے۔ چاہے وہ اپنے پہلے والوں سے افضل ہو یا سب سے کم درجہ کا ہو۔ یا بعض سے اعلیٰ اور بعض سے اسفل ہو۔

دوم۔ ختمِ رتبی اور ذاتی۔ اور وہ اس سے عبارت ہے کہ مراتبِ نبوّت کا اس پر خاتمہ ہوتا ہو۔ اس سلسلہ میں کوئی اس سے بڑھ کر نہ ہو۔ جتنے مرتبے اس سلسلے کے ہوں۔ سب اس کے نیچے اور اس کے محکوم ہوں۔ (الشہاب الثاقب ص۸۲)

ٹانڈوی صاحب کی اس ترجمانی کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر خاتم النبیین سے ختمِ زمانی مراد لی جائے۔ تو اس سے حضور علیہ السّلام کا سب نبیوں سے افضل ہونا لازم نہیں آتا ہے

یونکہ آخرالزمان چاہے پہلے والوں سے افضل ہو یا سب سے کم درجہ کا ہو یا بعض سے اعلیٰ ور بعض سے اسفل ہو۔

اور خاتم ذاتی کا معنی چونکہ سب کا سردار اور رئیس اعظم ہے۔ اگلے پچھلے اور اس کے زمانے والے سب اس کے خوشہ چین ہوں گے۔ وہ ان میں سے کسی کا محتاج نہیں وگا۔ لہٰذا بنظر اس کے علوِّ مرتبہ اور اس ذات والاصفات کے نہ زمانہ اوّل ضروری ہے ہ وسط نہ آخر۔ بالفرض اس کے زمانے میں کوئی نبی پیدا ہو جائے یا اس کے بعد اس زمین ا اور کسی زمین میں تجویز کر لیا جائے تو اس کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا کیونکہ اس کے زمانے میں یا اس کے بعد جو نبی پیدا ہوگا۔ وہ اس خاتم ذاتی کا ظل ہوگا۔ عکس ہوگا۔ اس کی نبوّت بالعرض ہوگی۔ اس نے نبوّت کا استفادہ اس خاتم ذاتی سے ہی کیا ہوگا۔ (یہ ہے مفہومِ خاتمیت نانوتوی صاحب اور ان کے اتباع کے نزدیک)

اسی بناء پر نانوتوی صاحب نے ص۳ پر لکھا ہے۔

" چنانچہ اضافت الی النبیین باین اعتبار کہ نبوّت منجملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے۔ کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصفِ نبوّت ہے۔ زمانۂ نبوّت نہیں "

یعنی حضور خاتم النبیین، مراتبِ نبوّت کے خاتم ہیں۔ زمانۂ نبوّت کے خاتم نہیں۔ لہٰذا ان کے بعد بھی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔" اسی مفہوم کو ٹانڈوی صاحب نے الشہاب الثاقب ص۲ پر لکھا ہے۔

پھر اسی کو نانوتوی صاحب ص۴ پر یوں بیان کرتے ہیں۔

" شایانِ شانِ محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی "

اسی مضمون کو آگے یوں صراحۃً بیان کیا ہے ——— " غرض اختتام اگر باین معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا۔ تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی

---

[1] مولوی محمد ادریس کاندھلوی نے حاشیہ میں لکھا۔ اگر بالفرض آپ کے زمانے (بقیہ حاشیہ ص۹۴ پر ملاحظہ

کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے "

(تحذیر الناس ص۱۲)

اس عبارت کا صریح مطلب یہ ہوا کہ خاتم النبیین کے اگر یہ معنی لئے جائیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ تو بقول نانوتوی صاحب اس میں یہ خرابی ہے کہ حضور اس صورت میں صرف انہیں انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہوں گے۔ جو حضور سے پہلے ہو چکے ہیں۔ لیکن اگر خاتم کا وہ معنی تجویز کیا جائے جو نانوتوی صاحب نے بیان کیا ہے کہ حضور بغیر کسی واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں۔ تو اس میں یہ خوبی اور کمال ہے کہ اگر حضور کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو۔ تو پھر بھی حضور ویسے ہی خاتم النبیین رہیں گے کیونکہ حضور کے زمانے میں جو اور نبی ہونگے وہ بالذات نہیں بالعرض نبی ہونگے یعنی اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور سے ہی فیض حاصل کرکے نبی بنیں گے تو اس طرح خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

پھر یہی نانوتوی صاحب تحذیر الناس ص۲۵ طبع ثانی (طبع اول ص۲۸) میں لکھتے ہیں۔

" ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے۔ جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کسی افراد، مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو

(بقیہ حاشیہ ص۱۲ ملاحظہ فرمائیں) - یعنی بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کر جائے۔ تو بھی خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ (کیونکہ خاتم کے لئے بنظر اس کے علو مرتبہ اور اس کی ذات والاصفات کے، نہ زمانہ اول ضروری ہے، نہ اوسط، نہ آخر "

(کما صرح بہ المفتی عن المدینہ فی الشہاب اخذا من تحذیر الناس)

جائیگی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ " (تحذیر الناس طبع اول ص۲۸ ، طبع ثانی ص۲۵)

اتصاف ذاتی بوصف نبوت کے معنی اپنی ذات سے خود بخود نبی ہونا۔

افراد مقصود بالخلق۔ وہ لوگ جن کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کو مقصود ہے۔

مماثل نبوی۔ کا معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل۔

انبیاء کے افراد خارجی سے مراد وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو دنیا میں تشریف لا چکے۔

انبیاء کے افراد مقدرہ سے مراد وہ نبی جو دنیا میں پیدا تو نہیں ہوئے۔ لیکن ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونا مقدر ہے۔

اب اس عبارت سراپا شرارت کا صاف، صریح مطلب یہی ہے۔ کہ اگر خاتم النبیین کے یہ معنی لئے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار زمانے کے سب سے پچھلے نبی ہیں۔ (جیسا کہ تمام امت کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے) تو اس میں یہ خرابی ہے۔ کہ حضور کا صرف انہیں انبیاء علیہم السلام میں بے مثل ہونا ثابت ہوگا جو دنیا میں پیدا ہو چکے۔ لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنی مراد لئے جائیں جو خود ہیں (نانوتوی) نے بیان کئے کہ حضور بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں۔ تو اس میں یہ خوبی ہے کہ جو نبی پیدا نہیں ہوئے اور حضور کے بعد ان کا پیدا ہونا مقدر ہے ان سے بھی حضور کا افضل ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اور خاتمیت محمدی میں بھی کوئی فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ حضور کے زمانے کے بعد جو نبی پیدا ہوں گے۔ وہ سب کے سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور کے واسطہ اور حضور ہی کے فیض سے نبی ہوں گے۔

پھر اسی مفہوم کو تحذیر الناس میں آگے یوں بیان کیا ہے " اور انبیاء میں جو

کچھ ہے ۔ وہ ظلّ اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں ۔ (تحذیر الناس صـ۲۹)

پھر آگے لکھا ہے ۔

اس صورت میں اگر اصل اور ظلّ میں تساوی بھی ہو تو کچھ حرج نہیں ۔ کیونکہ افضلیت بوجہ اصلیت پھر بھی ادھر رہے گی ۔ (تحذیر الناس صـ۳۰)

ان دونوں عبارتوں کا صریح مطلب بھی یہی ہے ۔ کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد نبی پیدا ہوں تو حضور کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئیگا ۔ کیونکہ وہ نبی حضور ہی کا ظل اور عکس ہوں گے ۔ بلکہ اگر اصل اور ظل میں تساوی بھی ہو یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاتم النبیین اور وہ بھی خاتم النبیین ہوں تو بھی کچھ حرج نہیں ۔ کیونکہ بوجہ اصلی اور ذاتی نبی ہونے کے افضلیت حضور کے لئے ہی ہوگی ۔

چنانچہ آگے اور صاف لکھ دیا ۔

اب خلاصۂ دلائل بھی سنیئے کہ در بارۂ وصف نبوت فقط اسی زمین کے انبیاء علیہم السلام ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مستفید و مستفیض نہیں جیسے آفتاب سے قمر و کواکب ، بلکہ اور زمینوں کے خاتم النبیین بھی آپ سے اسی طرح مستفید و مستفیض ہیں ۔ یعنی ساتوں زمینوں میں سات خاتم النبیین ہیں ۔ مگر چونکہ باقی زمینوں کے خاتم ہمارے حضور علیہ السلام سے فیض حاصل کرتے ہیں ۔ جیسے چاند ، ستارے ، سورج سے ۔ اس لئے حضور کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا ۔ (تحذیر الناس صـ۳۲)

مزید لکھا کہ

" (جیسے) نور قمر ، نور آفتاب سے مستفید ہے ۔ ایسے ہی بعد لحاظ مضامین مسطورہ فرق مراتب انبیاء کو دیکھ کر یہ سمجھیں کہ کمالات انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی سے مستفاد ہیں ۔ (تحذیر الناس صـ۳۵)

ناظرین کرام ! ذرا اس پر غور فرمائیں کہ انبیاء سابق تو وہ ہوئے جو حضور سے پہلے گزر چکے ۔ یہ انبیاء ماتحت کون ہیں ۔ وہی نا جن کا آنا حضور علیہ السلام کے زمانے میں اور

ضور کے بعد پیدا ہونا جائز مانا ہوا ہے ۔

ان صریح اور واضح ترین عبارات کو پیش نظر رکھ کر اب آپ ہی انصاف سے یصلہ فرمالیں ۔ کہ

اعلیحضرت امام اہلسنت ، مجدد دین و ملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ

انوتوی صاحب پر کیا زیادتی کی ہے ؟ کونسا افترا کیا ہے ؟ کیا نانوتوی صاحب نے عبارات میں مولوی حسین احمد ٹانڈوی ، مرتضےٰ حسن دربھنگی ، عبدالشکور کاکوروی اور منظور بھلی وغیرہ کے لئے "تاویل کی کوئی گنجائش باقی چھوڑی ہے " نہیں اور ہرگز نہیں "

نانوتوی صاحب نے ان عبارات خبیثہ میں حضور پُرنور شافع یوم النشور سید المرسلین النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پچھلے نبی ہونے کی صریح تکذیب کی ہے ۔ حالانکہ ، ور کا خاتم النبیین یعنی آخر الانبیاء ہونا وہ ضروری دینی عقیدہ ہے ۔ جس کا انکار صریح کفر ۔ کَمَا مَرّ " اور خود اپنی ذاتی رائے سے ختم نبوت کے ایسے معنی گھڑے ہیں ۔ سے قیامت تک ہزاروں لاکھوں جدید نبیوں کے لئے بروزی ، عرضی ، ظلی ، ی کی اختراعی اصطلاح کی آڑ میں نبوت کا دروازہ کھول دیا ہے ۔

---

۱ ۔ نانوتوی صاحب نے افراد مقدرہ بتائے تو مرزا صاحب نے انبیاء کے افراد مقدرہ میں خود کو گنوا دیا ۔

— نانوتوی صاحب نے دیگر انبیاء کی نبوت کو بالعرض کہا تو مرزا قادیان بھی اپنی نبوت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیض ، خود کو حضور کا غلام اور ظلی بروزی نبوت کا حامل لکھتا رہا ۔

— نانوتوی صاحب نے خاتمیت زمانی کو غیر اہل فہم کا خیال ٹھہرایا تو مرزا صاحب نے تصدیق کردی ۔

— نانوتوی صاحب نے لکھا کہ خاتمیت زمانی کو کمالات نبوت میں کوئی دخل نہیں تو مرزا جی نے تائید کردی ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵

۵ - نانوتوی صاحب نے کہا کہ زیر بحث آیت (خاتم النبیین) میں جدید مدعیان نبوت کے سدباب کا کوئی موقع و محل نہیں ہے۔ مرزا جی نے پھڑک کر کہا۔

" چشمِ ماروشن، دلِ ماشاد "

۶ - نانوتوی صاحب نے خدا اور رسول کی بتائی ہوئی خاتمیت زمانی کو ٹھکرا کر خاتمیت مرتبی تراشی تو مرزا صاحب نے اُسے بسر و چشم کہہ کر قبول کیا۔

۷ - نانوتوی صاحب نے طرح مصرعہ کیا۔ کہ حضور کے بعد ہزاروں نبی آسکتے ہیں۔ تو مرزا صاحب نے پیوند لگا دیا۔ کہ میں بھی ان آنے والوں میں سے ایک ہوں۔

۸ - نانوتوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد انبیاء کا آنا تجویز کیا۔ تو مرزا جی نے ان کی تجویز کو عملی جامہ پہنا دیا۔

۹ - نانوتوی صاحب نے لکھا۔ کہ حضور کے زمانے میں کوئی نبی ہو یا بالفرض بعد زمانہ نبوی تجویز کر لیا جائے تو اس سے خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ مرزا صاحب پکارے کہ

" جب بعد زمانہ نبوی اور نبی آنے سے جب خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا تو لیجئے ہم خود ہی آگئے "

۱۰ - نانوتوی صاحب نے بتایا کہ خاتمیت کا مطلب بتانے میں بڑوں سے غلطی ہو گئی۔ اسی لئے خاتمیت زمانی کی رٹ لگاتے رہے۔ دراصل انہوں نے بے التفاتی برتی۔ اصل مفہوم تک ان کا (خدا اور رسول تک کا) ذہن نہیں پہنچ سکا۔ اور میرے جیسے "کودک نادان" نے غور و فکر کر کے اصلی مفہوم بتایا اور ٹھکانے کی بات کہی ہے یعنی "خاتمیت زمانی" تو مرزا صاحب مارے خوشی کے اچھل کر بولے۔ ؎ آپ کا فرمان ہمارا دین و ایمان ہو گیا

اختر شاہجہان پوری

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی نانوتوی صاحب کی طرح حضور کو سیّد الکل اور فضل الانبیاء ماننے کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنے آپ کو ظلّی اور عکسی نبی ظاہر ہے۔ چنانچہ آگے چل کر ہم اس کی بعض عبارات پیش کریں گے۔

اس موقعہ پر یہ ضروری بات بھی مجھے عرض کرنی ہے کہ نانوتوی صاحب نے خاتم نبیین کی جو منگھڑت تفسیر بلکہ تحریف کی ہے وہ تفسیر بالرائے ہے۔ اور خود نانوتوی صاحب تسلیم ہے کہ اس سے پہلے کسی نے یہ معنی بیان نہیں کیے۔ وہ خود لکھتے ہیں۔

" یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانئے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئے گی۔ یہ ہیں لوگوں کے خیال میں آ سکتی ہے۔ جو بڑوں کی بات از راہ بے ادبی نہیں مانا کرتے ہے لوگ اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے " اَلمرءُ یقیسُ عَلیٰ نفسِہ " اپنا یہ وطیرہ نہیں۔ سان شان اور چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز " اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا فرق آگیا۔ اور کسی طفل نادان نے ٹھکانے ی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا "

گاہ باشد کہ کودک ناداں
از غلط بر ہدف زند تیرے

(تحذیر الناس صہ ۲۶)

اس عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ نانوتوی کو یہ تسلیم ہے کہ تیرہ سو برس پیشتر تک کسی عالم، کسی مفسر، کسی متکلم، کسی محدث، کسی امام، کسی تابعی، صحابی نے حتیٰ کہ خود سیّد عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے آیت خَاتَمَ النَّبِیِّین، کے وہ معنی ہرگز ہرگز نہیں بتائے۔ جو بقولہ کودک نادان نانوتوی صاحب نے گھڑے بڑوں نے غلطی کی وہ بھول گئے۔ مگر اس خطا ونسیان سے ان کی شان میں کوئی کمی نہیں آئی اور میرا مرتبہ کچھ بڑھ نہیں گیا۔ کم التفاتی کی وجہ سے بڑوں (ائمہ دین تابعین بہ کرام بلکہ حضور علیہ السلام) کا فہم اس مضمون تک نہیں پہنچا۔ نانوتوی صاحب نے یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ تفسیر بالرائے کرنے والا کافر ہے چنانچہ لکھا ہے۔

" اب یہ گذارش ہے کہ ہر چند آیت اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

کی یہ تفسیر (کہ ہر زمین میں ایک خاتم النبیین ہے) کسی اور نے نہ لکھی ہو۔ پر جیسے بعض متاخرین نے مفسرانِ متقدم کا خلاف کیا ہے۔ میں نے بھی ایک نئی بات کہہ دی تو کیا ہو معنی مطابقی آیت اگر اس احتمال پر منطبق نہ ہوں تو البتہ گنجائش تکفیر ہے۔ اور یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ موافق حدیث[1] مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَأْیِہٖ فَقَدْ کَفَرَ۔ لہٰذا یہ شخص نانوتوی کافر ہوگیا۔ (تحذیر الناس ص۲۴)

پھر آگے لکھتا ہے۔

جب کوئی دلیل ہے نہ قرینہ تو پھر ترجیح اَحَدُ الاحتمالات محض اپنی عقل نارسا کا ڈھکوسلا ہے۔ اور اس کو تفسیر بالرائے اعنی تفسیر بالہواء اور تفسیر من عند نفسہٖ کہہ سکتے ہیں (تحذیر الناس ص۳۴)

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ بغیر دلیل (کتاب و سنت۔ لغتِ عرب) اور بغیر کسی قرینہ (سابقہ یا لاحقہ) متفاہم لغتِ عرب اور محاوراتِ عرب اور عرفِ قرآن مجید کے خلاف محض عرفِ فلسفہ و منطق کی بناء پر اپنی ذاتی رائے سے بیان کیا ہے وہ محض عقل نارسا کا ڈھکوسلا ہے۔

نیز یہ امر بھی نانوتوی صاحب کی عبارت سے واضح ہوگیا۔ کہ تفسیر بالرائے تفسیر بالہواء اور تفسیر من عند نفسہٖ ایک ہی چیز ہے۔ اب دیوبندیوں کے مشہور علامہ انور شاہ کشمیری کی سنئے۔ اور جناب نانوتوی صاحب کے متعلق خود ہی فیصلہ کیجئے کہ وہ کیا ہیں؟

"وارادۂ ما بالذات و ما بالعرض عُرفِ فلسفہ ہے نہ عُرفِ قرآن مجید و محاورِ عرب و نہ نظمِ قرآن را ہیچ گونہ ایما و دلالت براں۔ پس اضافۂ استفادہ نبوت زیادت است بر قرآن بمحض اتباع ہوی" (رسالہ خاتم النبیین ص۴۸)

---

[1] جو شخص قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کرے۔ پس تحقیق وہ کافر ہوگیا۔

یعنی ما بالذات اور ما بالعرض کا ارادہ (جیسا کہ نانوتوی صاحب نے بیان کیا ہے ات پہلے گذر چکی ہیں) عرفِ فلسفہ ہے۔ عرفِ قرآن مجید اور محاوراتِ عرب ہے۔ اور نظمِ قرآن کو اس معنی کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہے اور نہ نظم اس پر دلالت کرتی ہے۔ پس اضافۂ استفادہ نبوت محض اتباع ھوی کی وجہ قرآن میں زیادتی ہے۔ استفادۂ[1] نبوت کا قول بھی نانوتوی صاحب کا بیان کردہ معنی عبارات بلفظہٖ پہلے منقول ہوچکی ہیں۔

اضافۂ استفادہ نبوت اتباعِ ھوی ہے۔ اور اتباعِ ہوی تفسیر بالرائے ہے سیر بالرائے کرنے والا کافر ہے۔ چونکہ یہ سب مقدمات نانوتوی اور انور شاہ بندی کے مسلمہ ہیں۔ اس لئے نتیجہ قطعی ہے۔

اور لیجئے یہی انور شاہ کشمیری اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

و اما الختم بمعنی انتہاء ما بالعرض الی ما بالذات فلا یجوز ان یکون ظہر هذہ الاٰیۃ لان هذا المعنی لا یعرفہ الا اهل المعقول

ترجمانِ وہابیت میں مولوی محمد منظور سنبھلی لکھتے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ حضرت خاتم الانبیاء کی نبوت سے مستفاد ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچ کر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے (فیصلہ کن مناظرہ ص۴۵) اب دیوبندی ہی بتائیں کہ بقول انور شاہ استفادۂ نبوت کا قول اتباع ہوی ہوا یا نہیں؟ اور بقولِ نانوتوی تفسیر بالرائے اور تفسیر بالہوی ایک ہی چیز ہے یا نہیں؟ پس نتیجہ ظاہر ہے کہ نانوتوی کی تفسیر خاتم النبیین محض اتباع ہوی ہے تفسیر بالرائے ہے۔ نانوتوی کے نزدیک بھی کفر ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی نے اگرچہ صراحۃً نانوتوی کا نام نہیں لیا۔ مگر خاتم النبیین اور عقیدۃ الاسلام کی ان عبارتوں میں صریح طور پر تحذیر الناس کی عبارات کفریہ کا رد کیا ہے۔ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلَی الْعَارِفِ الْفَطِن۔"

وَالْفلسفة وَالتَّنْزِیل نازل علیٰ متفاهم لغة العرب لا علیٰ لاصطلاحات المحزاجنة ” (عقیدۃ الاسلام صفحہ ۲۵۶)

اس عبارت کا مفہوم بھی اوپر والی عبارت سے ملتا جلتا ہے - نبوّت کی کہ حضور علیہ السلام بالذات نبی ہیں اور باقی انبیاء بالعرض - حضور کی نبوّت اصلی ہے اور باقی کی عکسی اور ظلّی - یہ خالص مرزائی نظریہ کی تائید ہے - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سے تمام نعمتوں اور کمالات کے ملنے کا یہ معنی نہیں ہے - کہ جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ سے کوئی کمال ملا ہو - اسکو معاذ اللہ نبی کہا جائے - کمالات نبوّت اور کمالات کا حصول اولیاء اللہ کے لئے ثابت ہے اور یہ سب حضور ہی کی اتباع کی برکت سے ہوتے ہیں - لیکن ان کمالات کے حاصل کرنے والوں کو نبی نہیں کہا جاتا ہے - قادیانیوں اور ان کے ہمنواؤں کا یہ استدلال سراسر باطل ہے - کہ جو شخص فنافی الرّسول ہو - ا حضور کی کمال اطاعت و اتباع سے اس کو یہ مقام حاصل ہو کہ اس کو نبی[1] کہہ سکتے ہیں اور اس سے حضور کی ختمِ نبوّت میں کچھ فرق نہیں آتا - کیونکہ تمام کمالات کا اصل حضو ہی ہیں - اور فنافی الرّسول کے کمالات ظلّی اور عکسی طور پر ہیں - اگر اس استدلال ک

---

[1] مرزائی حضرات اور ان کے ہمنواؤں کے اس کلیہ کی رُو سے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نہ صرف نبی بلکہ خدا ماننا ضروری ہو جاتا ہے - کیونکہ ان حضرات سے بڑھ فنافی الرّسول اور فنافی اللہ کون ہے ؟ نیز ان بزرگوں کے کمالاتِ عالیہ میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں - اس کے باوجود وہ حضرات قدسی صفات بھی نبی نہ ہوئے - تو اور کوئی کس کھیت کی مولی ہے -

ختمی مرتبت سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں -

اے علی! اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی وَلٰکِنْ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ط	اے علی! تیری میرے ساتھ وہ نسبت ہے - جو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام کیسا تھی - لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائیگا

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ ۱۰۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

رُوسے فنافی الرّسول کو نبی اور رسول کہہ سکتے ہیں - تو کیا جس شخص کو فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہو تو اُسے اللہ کہا جائیگا - العیاذ باللہ تعالیٰ

مولوی محمد قاسم نانوتوی کی تحذیر النّاس والی عبارات کے متعلق منفی عن المدینہ

مولوی حسین احمد ٹانڈوی

کی

تحریفات

مشہور کانگرسی مولوی ، صدر دیوبند ، منفی عن المدینہ ، جناب حسین احمد صاحب ٹانڈوی نے اپنے مشہور گالی نامہ “ شہاب الثاقب ” کے نو صفحات تو سیاہ کیے ہیں - جس میں ادھر نانوتوی کی دل کھول کر تعریف کا خطبہ بھی دیا - اور ادھر امام اہلسنّت اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز کو خوب جی بھر کر گالیاں بھی دیں - پھر تحذیر النّاس کے مختلف اوراق سے کچھ عبارات بھی پیش کر دیں - اور اپنی فرضی عالمیت و قابلیت کی ڈینگیں بھی ماریں - لیکن اعلیحضرت نے جن عبارات تحذیر النّاس پر مواخذہ فرمایا - اور علمائے عرب وعجم نے جن پر حکم کفر لگایا نہ تو ان عبارات کو اُن نو صفحات میں نقل کیا - نہ ان کی ایسی توضیح و تفصیل کی - جس سے وہ کفری معنی سے بچ جائیں ، نہ ان کی ایسی تاویلات پیش کیں - جن سے

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲

جب حضرت علی المرتضیٰ جیسا کامل الولایت شخص حضور علیہ السلام کے بعد نبی نہیں ہو سکتا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ جیسے ملہم کامل اَلَّذِیْ وَافَقَ رَأْیُہٗ بِالْوَحْیِ وَالْکِتَابِ کو فرما دیا گیا - کہ اگر میرے بعد کوئی نبی بنایا جاتا تو عُمَر بن الخطّاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نبی ہوتے -

ان کا مفہوم تعلیمات اسلامیہ کے موافق ہو جاتا۔ جب مصنف شہاب ثاقب کو نانوتوی کی حمایت ہی مقصود تھی۔ تو اس کو چاہیئے تھا کہ تحذیر الناس کی اصل عبارت متنازع فیہا کو بجنسہٖ نقل کرتا اور ان سے کفری الزام کو اٹھاتا۔ اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں ان عبارات کا صحیح اور بے غبار ہونا ثابت کرتا۔ اور اپنے مخالفین کو بھی نانوتوی کا "حجۃ اللّٰہ علی العلمین" اور مرکز دائرۃ التحقیق والتدقیق وغیرہ ہونا باور کراتا۔ مگر ادھر تو مصنف میں یہ دلیری اور جرأت نہیں تھی۔ اور ادھر ان عبارات تحذیر الناس میں ایسی گنجائش اور صلاحیت ہی نہیں تھی۔ کہ ان کی کوئی صحیح تاویل ہو سکے۔ اس لئے صدر دیوبند نے یہی مصلحت سمجھی۔ کہ ان عبارات کو نقل ہی نہ کیا جائے۔ ہاں عوام کو فریب دینے کے لئے نو صفحات محض سخن پروری اور لغویات سے بھر دیئے۔ اور اپنے اس عمل سے اعتراف کر لیا۔ کہ امام اہلسنت، اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مواخذات لاجواب ہیں۔

کاش کہ دیوبندی فرقہ کا یہ مایہ ناز سپوت تحذیر الناس کی ہر سہ کفری، عبارات کو بلفظہٖ نقل کرتا۔ تو ہر شخص اس کی نقل کردہ عبارات کو اعلیحضرت کی نقل کردہ عبارات سے ملا کر تصحیح نقل کرتا، مطابقت دیکھتا پھر خود فیصلہ کر لیتا۔ کہ اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز نے ان عبارات کو بعینہٖ و بلفظہٖ بالکل مطابق اصل اور موافق نقل شہاب ثاقب نقل فرمایا ہے یا نہیں۔ پھر قارئین پر مصنف شہاب کا اس کو صریح کذب و افتراء کہنے کی حقیقت واضح ہو جاتی۔ اس صورت میں وہ ایک کلمہ نازیبا بھی اعلیحضرت کے خلاف نہیں لکھ سکتے تھے۔ اور انہیں وہ منہ بھر بھر کر گالیاں نہیں دے سکتا تھا۔ اور ممکن ہے۔ کہ مصنف نے تحذیر الناس کی کفریہ عبارات کو اس لئے شہاب ثاقب میں نقل نہ کیا ہو۔ کہ جب ان عبارات کو بلفظہٖ نقل کر دیا۔ تو وہ عبارات اردو زبان میں ہی تو ہیں۔ اور اردو خوانوں کیلئے ہی لکھی گئی ہیں۔ لہٰذا ہر اردو جاننے والا جب ان عبارات کو دیکھے گا۔ تو ان کے معنی کفری پر مطلع ہو جائے گا اور اعلیحضرت

کے فتویٰ تکفیر کی تصدیق کے لئے اس کا ایمان اس کو مجبور کرے گا۔ اور نانوتوی کا کفر آشکارا ہو جائے گا۔ ہم نے اس مقالہ میں ہر سہ کفری عبارات نانوتوی کو بلفظہٖ نقل کر کے ان کی توضیح کر دی ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ اعلیحضرت کا فتویٰ بالکل برحق ہے۔ اور حسین احمد اور دیگر علمائے دیوبند کا یہ کہنا کہ عبارات میں قطع و برید کر کے یا سیاق و سباق کو حذف کر کے اعلیحضرت نے کفر ثابت کیا ہے۔ سراسر افتراء و بہتان ہے کما مرّ آنفا۔

مولوی حسین احمد ٹانڈوی، اعلیحضرت کو مفتری اور کذّاب کہنے والا جب عبارات کفریہ تحذیر الناس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ تو اپنی عاجزی اور مجبوری پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسرا طریقہ اختیار کر کے کہتا ہے۔ "حضرت مولانا صاف طور پر تحریر فرما رہے ہیں۔ کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہو اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب نبیوں کے زمانہ کے بعد نہیں۔ بلکہ آپ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے۔ تو وہ کافر ہے" (شہاب ثاقب صـ۸۱)

اقول:- کیا منفی عن المدینہ کا یہ صریح کذب اور جیتا جاگتا جھوٹ نہیں کہ مذکورہ بالا تحذیر الناس کی عبارت ہے۔ مصنف شہاب ثاقب تو مر کر مٹی میں مل گئے ان کا کوئی چیلہ بتائے کہ فلاں صفحہ پر یہ عبارت بلفظہٖ تحذیر الناس میں موجود ہے۔ اگر اس سے ہم قطع نظر بھی کر لیں اور یہ تسلیم بھی کر لیں کہ یہ عبارت تحذیر الناس میں بلفظہٖ تو نہیں معنیً موجود ہے تو بھی یہ ہمارے خلاف نہیں کہ اس میں خود اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دے کر اپنی ہر سہ کفری عبارات صـ۳، صـ۱۴، صـ۲۸ کو کفریہ قرار دے دیا۔ اور خود، اپنے منہ پر تھوک لیا۔ دیوبندی حضرات بتائیں کہ کسی کافر کا محض اقرار کفر اس کو مسلمان ثابت کر سکتا ہے؟ اگر اس عبارت کو نانوتوی کی عبارت تسلیم کر لیا جائے تو اس میں بقول حسین احمد صاحب، نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین کا اقرار کرنے اور آپ کا زمانہ سب

انبیاء کے زمانے کے بعد نہ ماننے اور آپ کے بعد اور کسی نبی کے آسکنے کو کفر قرار دیا اور تحذیر الناس کے صفحہ ۳ پر خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں لینے کو خیال عوام قرار دے کر انکار کیا۔ اور اسی طرح آپ کے زمانہ کو انبیاء کے زمانہ کے بعد ماننے کو خیال عوام ٹھہرا کر اس کا انکار کیا ہے۔ اور اسی طرح ص۱۴، ص۲۸ کی عبارتوں میں آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکنے کی تصریح کر کے خود اپنے اوپر کفر کا حکم دیا۔ تو یہ عبارت اپنے کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی۔ لہٰذا مصنف شہاب ثاقب نے اس عبارت کو پیش کر کے بیچارے نانوتوی کی حمایت نہیں کی۔ بلکہ اس کے کفر کو مزید مستحکم کر دیا ہے۔ گویا

؎

" ہوئے تم دوست جسکے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو "

اگر کوئی کافر و مرتد اپنے کفریات سے توبہ نہ کرے۔ بلکہ عوام کو دھوکا دینے کے لئے یہ بھی کہتا رہے۔ کہ میں ان کفریات کو کفر سمجھتا ہوں۔ تو کیا اس سے اس کا بری ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر نانوتوی صاحب اور اس کے مؤیدین فی الواقع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخر الانبیاء تسلیم کرتے ہیں۔ تو انہیں تحذیر الناس کی ص۳، ص۱۴، ص۲۸ کی عباراتِ کفریہ سے کھلے طور پر توبہ کرنی چاہئے تھی۔ اس کے برعکس ان صریح کفریات کو تو ایمان ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اپنا دینی بھرم رکھنے کی غرض سے لوگوں کے سامنے یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم حضور کو آخری نبی مانتے ہیں اور منکر کو کافر جانتے ہیں جیسے کوئی بُت پرست شب و روز بُت پرستی میں گرفتار رہے اور یہ اعلان بھی کرتا رہے کہ میں بُت پرستی کو کفر سمجھتا ہوں۔ مجھ پر خواہ مخواہ بُت پرستی کی تہمت لگائی جاتی ہے۔

تحذیر النّاس اور دیوبندی مناظر

مولوی محمد منظور سنبھلی

مولوی محمد منظور صاحب سنبھلی " فیصلہ کن مناظرہ " میں لکھتے ہیں۔ کہ اس فتویٰ کے غلط اور محض تلبیس و فریب ہونے کے چند وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس جگہ تحذیر الناس کی عبارت نقل کرنے میں نہایت افسوسناک تحریف سے کام لیا ہے۔ جس کے بعد کسی طرح اسکو تحذیر الناس کی عبارت نہیں کہا جا سکتا۔ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ عبارت تحذیر الناس کے تین مختلف صفحات کے متفرق فقروں سے جوڑ کر بنائی گئی ——— خانصاحب موصوف نے فقروں کی ترتیب بھی بدل دی ہے۔ اس طرح کہ پہلے ص۱۴ کا فقرہ لکھا ہے۔ اس کے بعد ص۲۸ کا پھر ص۳ کا خانصاحب کے اس ترتیب بدل دینے کا یہ اثر ہوا۔ کہ تحذیر الناس کے تینوں فقروں کو اگر علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی جگہ پر دیکھا جائے۔ تو کسی کو انکارِ ختمِ نبوت کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہاں انہوں نے جس طرح تحذیر الناس کی عبارت نقل کی ہے۔ اس سے صاف ختمِ نبوت کا انکار مفہوم ہوتا ہے۔ الخ

جواب

دیوبندی مناظر کا اعلیحضرت کی طرف "تلبیس و فریب کی نسبت کرنا اپنی چالبازی پہ پردہ ڈالنے کے لئے ہے۔ اعلیحضرت نے تینوں عبارتیں بلفظہٖ نقل کی ہیں۔ کسی عبارت میں اپنی طرف سے ایک لفظ کی بھی کمی بیشی نہیں کی ہے۔ اور ان عبارات پہ جو حکم کفر لگایا ہے۔ وہ بھی بالکل درست ہے۔ جس کا اعتراف مذکورہ بالا عبارت میں خود مولوی منظور صاحب کو بھی کرنا پڑا ہے۔ رہا وکیل دیوبندیہ

کا یہ کہنا کہ تحذیر الناس کے تینوں فقروں کو علیحدہ علیحدہ اپنی جگہ پر دیکھا جائے۔ تو کسی کو انکارِ ختمِ نبوت کا وہم بھی نہیں ہوسکتا۔ یہ دعویٰ سراسر باطل ہے۔ ہم پہلے تفصیل سے بیان کرچکے ہیں کہ تحذیر الناس کی تینوں عبارتیں اپنی اپنی جگہ مستقل کفر ہیں۔ ان کی تقدیم و تاخیر سے نانوتوی کے کفر میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ عبارات منقولہ جن کو مولوی منظور نامکمل فقرے کہہ کر مغالطہ دینا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک عبارت کلام تام ہے۔

دوسری وجہ

دوسری دلیل سنبھلی نے یہ پیش کی ہے۔ کہ خانصاحب نے عبارت تحذیر الناس کے عربی ترجمہ میں ایک افسوسناک خیانت یہ کی ہے۔ کہ تحذیر الناس ص۳ کی عبارت اس طرح تھی۔

„ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں“

ظاہر ہے کہ اس میں صرف فضیلت بالذات کی نفی کی گئی ہے۔ جو بطورِ مفہوم مخالف فضیلت بالعرض کے ثبوت کو مستلزم ہے۔ مگر خانصاحب نے اس کا عربی ترجمہ اس طرح کر دیا۔ " مَعَ اَنَّهٗ لَا فَضْلَ فِيْهِ اَصْلًا عِنْدَ اَهْلِ الْفَهْمِ " جس کا ترجمہ یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں اہلِ فہم کے نزدیک بالکل فضیلت نہیں " اور اس میں ہر قسم کے فضیلت کی نفی ہوگئی۔ اور ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے " کما لا یخفیٰ! “

جواب

اس دیوبندی وکیل نے اعلیحضرت پر تو یہ الزام لگایا۔ کہ انہوں نے عبارات میں قطع و برید کی ہے۔ اور سیاق و سباق نقل نہیں کیا ہے۔ مگر اس دوسری وجہ میں خود سنبھلی صاحب نے بدترین خیانت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور تحذیر الناس کی صرف ایک سطر نقل کرکے " بالذات " کی آڑ میں یہ ثابت کرنے کی ناپاک سعی کی ہے۔ کہ بطورِ مفہوم مخالف یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ نانوتوی صاحب فضیلت بالعرض کے

قائل ہیں۔ جناب سنبھلی صاحب نانوتوی کی پوری عبارت نقل کرتے تو ناظرین کو پتہ چل جاتا کہ اعلیحضرت نے بالکل صحیح لکھا ہے۔ نانوتوی کے نزدیک خاتم بمعنی آخری نبی انا جاہلوں کا خیال ہے۔ اس سے خدا کی جانب " یاوہ گوئی کا وہم ہوتا ہے۔ اس وصف کو فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ چنانچہ نانوتوی کی اصل عبارت ص۳ ہم ناظرین بالانصاف کی خدمت میں بلفظہٖ نقل کرتے ہیں۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں۔ تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں " وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہیئے۔ اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔ کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ یاوہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں، کیا فرق ہے۔ جو اس کو ذکر کیا جائے اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلعم، کی جانب نقصانِ قدر کا احتمال۔ کیونکہ اہل کمال کے کمالات کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں۔

(تحذیر الناس مطبوعہ مطبع قاسمی دیوبند)

یوپی ص۳

عبارت مذکورہ تحذیر الناس کو ملاحظہ فرمائیں تو اس میں مندرجہ ذیل کفریات ہیں۔

۱ـــــ خاتم النبیین کے جو معنی تفاسیر، احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہو چکے ہیں۔ کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ انہیں عوام جاہلوں کا خیال بتانا۔

۲ـــــ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی بتانے والوں کو نافہم ٹھہرانا۔

۳ـــــ تمام اُمّت بلکہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عوام اور نافہم کہنا۔ مخالفین معنی تفسیر و حدیث و اجماع کو اہل فہم بتانا۔

۴ـــــ خاتم بمعنی آخر کو اوصافِ مدح سے نہ ماننا

۵ـــــ تاخر زمانی کو ان اوصاف میں داخل کرنا جن کو (بزعم نانوتوی صاحب) نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں۔

کاش کہ سنبھلی صاحب تحذیر الناس کے ص۳ کی اس عبارت کو پیش نظر رکھتے "آخر اس وصف میں ("تاخر زمانی میں) اور قد و قامت و رنگ و حسب و نسب و سکونت و (شکل) وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں، کیا فرق ہے۔"

تو ان کو یہ بات ماننی پڑتی کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک "تاخر زمانی کو، (بالذات یا بالعرض) فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں اہل فہم کے نزدیک بالکل فضیلت نہیں۔ فضائل میں کچھ دخل نہیں اور بالکل فضیلت نہیں۔ میں کیا فرق ہے۔

پس منظور احمد سنبھلی کا نانوتوی کی عبارت سے وہ فرضی مفہوم اصل عبارت کے خلاف تراشنا کہاں کی دیانت داری ہے؟ عبارت تحذیر الناس پر باقی مواخذات ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ "فَلَا نُعِیْدُھَا"

تیسری وجہ

مولوی منظور سنبھلی نے اعلیٰحضرت کے فتویٰ کے خلاف

یہ لکھی ہے۔

تیسری وجہ اور تیسری دلیل ہمارے اس خیال کی یہ ہے۔ کہ تحذیر الناس کے وہ فقرے خانصاحب نے اس موقعہ پر نقل کئے ہیں۔ اُن کا ماسبق اور مالحق حذف کر دیا ہے۔

جواب

سنبھلی صاحب کا یہ خیال خام ہے۔ ہم اس سے پہلے نانوتوی کی ان ہر سہ عبارات کا ماسبق اور مالحق بلفظہٖ نقل کر کے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ ان عبارات کا سیاق و سباق اعلیٰحضرت کے فتویٰ کی تائید کرتا ہے۔ سابق اور لاحق کا بیان نانوتوی کو کفر سے نہیں بچاتا۔ کَمَا مَرَّ اٰنِفًا تَفْصِیْلًا

چوتھی وجہ

چوتھی وجہ میں سنبھلی صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ نانوتوی ختم زمانی کا قائل ہے۔ اور بزعم خود نانوتوی کی دس عبارات پیش کی ہیں۔ جن سے اپنے دعویٰ کی تائید کی ہے۔ سنبھلی اور اس کے ہم مشرب دیوبندیوں سے ہم دریافت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ختم نبوت کا صراحۃً انکار کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ، تابعین اور تبع تابعین اور تیرہ سو سال کے اجماعی معنی کو عوام اور نافہموں کا خیال بتائے اور یہ کہے کہ تاخر زمانی کو فضیلت نبوی میں کوئی دخل نہیں۔ اور اگر خاتم الانبیاءؑ کا معنی آخر الانبیاء، زمانے کے اعتبار سے لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا کلام بے ربط ہو جاتا ہے۔ خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب نقصانِ قدر کا احتمال ہوتا ہے۔ کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کرتے ہیں۔ اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں۔

اگر بقول سنبھلی پیش کردہ عبارات سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ نانوتوی صاحب ختم زمانی کو مانتے ہیں۔ تو نانوتوی صاحب ص۳ کی عبارات میں تصریح

کر چکے ہیں۔ کہ اگر خاتم آخر کے معنی میں لیا جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شمار ایسے ویسے لوگوں میں ہوتا ہے۔ (یہ ایسے ویسے کے الفاظ اہلِ کمال کے مقابلے میں استعمال کیا ہے) اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے۔ (تحذیر الناس ص۱۲) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ تحذیر الناس ص۲۸ اگر صریح کفریات کا قائل اپنے کفر سے توبہ نہ کرے اور بار بار یہ اعلان بھی کرتا رہے۔ کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخر الانبیاء نہ مانے وہ کافر ہے۔ ملحد ہے، بے دین ہے۔ تو کیا اس سخن سازی سے اس کا کفر اُٹھ جائے گا؟!

اس صورت میں تو آپ کسی قادیانی کو بھی کافر نہیں کہہ سکیں گے۔ لیجئے میں آپکے سامنے قادیانیوں کی عبارات پیش کرتا ہوں

۱ ——— امکانِ نبوت بعد از خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت کرتے ہوئے قادیانی لکھتے ہیں۔ کہ مولوی قاسم صاحب "نانوتوی" تحذیر الناس ص۲۸ پر فرماتے ہیں۔

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی (مذکورہ بالاخبیث عبارت) پھر نتیجہ نکالتے ہیں۔

پس آنحضرت کا خاتم النبیین ہونا اور آپ کی شریعت کا کامل ہونا کسی طرح سے بھی ظلی نبوت کے دروازوں کو بند نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے برعکس پورے طور پر کھول دیتا ہے۔ (تبلیغی ٹریکٹ ختم نبوت مطبوعہ قادیان ص۱۵)

۲ ——— "اگر یہی معنی جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ نہیں ہیں اور خاتم النبیین کا معنی نبیوں کو ختم کرنے والا ہے۔ تو یہ نہ کوئی فضیلت کی بات ہے اور نہ کوئی کسی قسم کی خصوصیت، حضرت سرور کائنات کی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ آخری نبی ہونا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ برخلاف اس کے جو معنی ہم نے پیش کئے۔ اُن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام نبیوں پر ثابت ہے (بحث خاتم النبیین ص۹)

خدارا ذرا ضد اور تعصب کو چھوڑ کر دیانت اور انصاف سے غور فرمایا جائے۔ کہ قادیانی کی اس عبارت اور نانوتوی کی عبارتوں میں کیا فرق ہے؟

۳ ——— اسی خاتم النبیین کی بحث میں پھر ص۱۲ پر قادیانی نے اپنی تائید میں لکھا ہے۔ "ساتویں شہادت اس زمانہ کے مولانا مولوی محمد قاسم نانوتوی محدث اعلیٰ دیوبند ضلع سہارنپور اپنی کتاب تحذیر الناس کے متعدد مقامات پر مثلاً صفحہ ۲۸ پر فرماتے ہیں۔ بالفرض بعد زمانہ نبوی" الخ

(اجرائے نبوت از ملک عبدالرحمن بی اے خادم گجرات مطبوعہ احمدیہ کتب خانہ)

۴ ——— خاتم النبیین کے معنی ختم کرنے والا" کرنا عربی زبان سے سخت جہالت کا ثبوت ہے۔ پھر خاتم الشعراء کی مثال دے کر آخیر میں لکھا ہے۔ پس اس کے معنی بھی افضل الانبیاء کے ہوئے۔

سنبھلی اور اس کے ہمنوا غور کریں۔ کہ ان کے نانوتوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ خاتم بمعنی آخر ماننا جہلاء کا خیال ہے۔ اور خاتم بمعنی ختم ذاتی ہے۔ یعنی آپ سب سے افضل ہیں۔ کیونکہ بالعرض کا قصہ بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔

" فَمَا الفرق بَیْنَ الدیوبندیۃ وَالقَادِیَانیۃِ فِی ھٰذَا التحریفِ القُراٰنِی "

۵ ——— جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت سرور کائنات فخر دو عالم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن مجید آخری اور کامل شریعت ہے۔ اور اب ایسا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ جو آنحضرت کی نبوت کا تابع نہ ہو۔

(نبوت کی حقیقت احمدیہ کتبخانہ قادیاں ص۳)

۶ ——— آنجناب سرور کائنات کی ذات کے لئے خاتم النبیین کے یہی معنی و مفہوم شایاں ہیں۔ (نبیوں کی مُہر، افضل الانبیاء) اور جو معنی و مفہوم ہمارے مخالف مولوی صاحبان پیش کرتے ہیں۔ وہ آنجناب کے شایان شان نہیں۔

"خاتم النبیین" علمائے بمبئی کے بالمقابل حکیم خلیل احمد احمدی کی تقریر"

" احمدیہ کتبخانہ قادیان ص۲ "

اب ذرا نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس کی طرف بھی رجوع فرمائیں۔ لکھتے ہیں۔ کہ

" شایانِ شانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی "

اب ناظرین با تمکین سے گذارش ہے۔ دیوبندی تو ضد و عناد کی وجہ سے نانوتوی کی عبارت کفریہ کی صریح غلط تاویلیں کر رہے ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہے کہ

ـــ " قادیانی اور دیوبندی تحریر میں کوئی فرق نہیں " ـــ

قادیانی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مخالف مولوی جو معنی خاتم النبیین یعنی آخری نبی زمانا کرتے ہیں وہ آنجناب کی شایانِ شان نہیں۔ اور یہی بانیٔ دیوبند قاسم نانوتوی کہہ رہا ہے کہ

" خاتمیت زمانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شایانِ شان نہیں "

۷ ـــ "خاتم النبیین کا معنی ختمِ کمالات ۔ ہاں اگر ختم کے معنی ختمِ کمالات لیا جائے یعنی یہ کہا جائے۔ کہ اکمل اور اتم طور پر نبوّت کی انتہائی نعمت آپ پر ختم ہے ـــ تو ہم کہیں گے۔ کہ
بیشک اس معنی میں نبوّت آپ پر ختم ہے"

(خاتم النبیین، کتبخانہ احمدیہ قادیانی ص۶، ص۷)

۸ ـــ "خاتم النبیین اور آخر الانبیاء کے معانی۔ اگر اس آخری کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس کے بعد کوئی نہیں۔ تو صرف تاخر زمانی میں کوئی خوبی نہیں۔ اور نہ آنحضرت کے شایانِ شان ہے ـــ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اس معنی سے ہیں کہ اب تمام انعامات جس میں نبوّت بھی داخل ہے۔ حاصل کرنے کا آخری ذریعہ آنجناب کی ذاتِ بابرکات ہے" (ملخصاً)

(خاتم النبیین ص۹ احمد کتبخانہ قادیان)

" قادیانی کی یہ تقریر بالکل تحذیر الناس کی ص۳ کی عبارت کا چربہ ہے "

۹ ـــ میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہماری کتاب قرآن مجید کریم ہدایت کا وسیلہ ہے ـــ

ـــ اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔ "ترجمہ"

(آئینۂ کمالات اسلام مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۰ ـــ "میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعیٔ نبوّت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی"

(مرزا غلام احمد قادیان کا اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

(مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۲)

۱۱ ـــ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے۔ جو دیگر اہلسنت و جماعت کا مذہب ہے۔ اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار کرتا ہوں۔ اس خانۂ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں۔ کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختمِ نبوّت کا منکر ہو۔ اس کو بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

" مرزا غلام احمد کا تحریری بیان جو بتاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء جامع مسجد دہلی کے جلسے میں دیا گیا۔ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۴۴ "

نوٹ :ـــ نمبر ۹ ـ ۱۰ ـ ۱۱ یہ تینوں عبارات قادیانی مذہب سے منقول ہیں۔ قادیانی مرزا اور اس کے اذناب کی اس قسم کی عبارات بیسیوں پیش کی جا سکتی ہیں۔ جس میں وہ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ختمِ نبوّت کے منکر کو کافر

بے دین - ملحد - اور خارج از اسلام ہونا قرار دیتے ہیں - مگر اس کے باوجود خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کرتے ہیں - اور قاسم نانوتوی کی طرح ختم ذاتی - ختم کمالات ختم مراتب اور افضل الانبیاء وغیرہ اس قسم کے خود ساختہ معنی بیان کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں - کہ مسلمانوں کا سوادِ اعظم جو خاتم کا معنی تاخرِ زمانی بتاتا ہے اس میں کوئی فضیلت نہیں - کوئی کمال نہیں - بلکہ یہ معنی شایانِ شان محمدی ہی نہیں -

مسلمانو! حقیقت یہ ہے - کہ ان دیوبندیوں نے ہی مرزا قادیانی کے لئے میدان صاف کیا ہے - انہوں نے تمام ابلیسی قوت نانوتوی کی حمایت میں صرف کر دی ہے - اور صریح الفاظ میں یہ کہہ دیا کہ اگر بالفرض حضور علیہ السلام کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے - تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آتا - اس لئے کہ خاتمیت کا مفہوم ختمِ زمانی نہیں بلکہ ختمِ ذاتی اور ختمِ رتبی ہے - اور اس منگھڑت معنی کے متعلق، توضیح البیان، السحاب المدرار اور شہاب ثاقب اور فیصلہ کن مناظرہ کے دیوبندی مصنفین نے یہ باور کرانے کی کوشش کی - کہ نانوتوی نے یہ معنی کر کے حضور علیہ السلام کی شان کو دوبالا کر دیا ہے - اور یہی کچھ مرزا اور اس کے چیلے چانٹے کہہ رہے ہیں - جیسا کہ مرزائیوں کی عبارت مذکورہ سے خوب ظاہر ہو گیا ہے -

اب دیوبندی مرزائیوں کے کیوں مخالف ہیں ؟

اب دیوبندی مرزائیوں سے اس لئے مخالف ہیں - کہ اجرائے نبوت کیلئے میدان تو انہوں نے صاف کیا تھا - اور دعویٰ قادیانی نے کر لیا - چنانچہ قادیانی بھی اپنے کتب و رسائل میں دیوبندیوں کو نانوتوی کی ان عبارات سے ملزم کرتے ہیں - کہ جب نانوتوی صاحب کے نزدیک (جس کو چنیں وچناں بہت کچھ مانتے ہو) - حضور علیہ السلام کے بعد نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آتا - آخر مرزا صاحب نے کیا قصور کیا ؟

ہاں - تم نے حضور کے بعد نبی کا پیدا ہونا ممکن کہا - تو مرزا صاحب نے بالفعل نبوت کا دعویٰ کر دیا - مگر مرزا صاحب بھی اپنے آپ کو مستقل اور حقیقی نبی نہیں مانتے

بلکہ مجازی، عرضی، بروزی، ظلی نبی ہونے کے دعویدار ہیں - اور مرزا صاحب کے ان دعاوی کی بنیاد زیادہ تر تحذیر الناس[1] ہی پر ہے - تحذیر الناس کی عبارتوں کا جواب مولوی منظور سنبھلی نے یہ گھڑا ہے - جو سراسر تحریف ہے، تلبیس ہے - اور تاویل القول بما لا یرضیٰ بہ القائل کا مصداق ہے - سنبھلی کی اصل عبارت مع ردِّ بلیغ ملاحظہ فرمائیں -

قولہ :- اس کے بعد ہم ان تینوں فقروں کا صحیح مطلب عرض کرتے ہیں - جن کو جوڑ کر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے کفر کا مضمون بنا لیا ہے - ان میں سے پہلا فقرہ ص۱۴ کا ہے - اور یہاں حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق، خاتمیت ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں ص۲۴

اس موقع پر پوری عبارت اس طرح تھی -

"غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے تو میں عرض کر چکا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا - بلکہ اگر بالفرض

---

[1] (i) - جب دیوبندی حضرات مرزا جی کی عقیدۂ ختمِ نبوت کی بناء پر تکفیر کرتے ہیں تو نانوتوی صاحب کی بھی تکفیر کیوں نہیں کرتے جبکہ عقیدہ مشترک ہے -

(ii) اگر نانوتوی صاحب نے کفر نہیں کیا تو مرزا صاحب کو دیوبندی حضرات کافر کیوں کہتے ہیں !

(iii) چونکہ ختمِ نبوت کے نانوتوی صاحب اور مرزا صاحب ایک جیسے مخالف ہیں اسی لئے علمائے اہلِ سنت دونوں کی تکفیر کرتے ہیں - لیکن دیوبندی حضرات مرزا صاحب کی تکفیر کے بارے میں اتفاق کرتے اور نانوتوی صاحب کی تکفیر پر لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں - یہ عجیب معاملہ ہے کہ ایک قادیان کا رہنے والا، ختمِ نبوت کا انکار کرے تو دیوبندی حضرات بھی اسکی تکفیر پر متفق، لیکن نانوتہ کا باشندہ عقیدۂ ختمِ نبوت کا انکار کرے تو دیوبندی حضرات کے نزدیک وہ کافر ہونے کی بجائے حجۃ الاسلام قرار پاتا ہے - یہ کیا دھرم ہے (اختر شاہجہانپوری)

آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب آپ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے۔

فیصلہ کن مناظرہ ص۲۷

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد نانوتوی صاحب کی طرف سے سنبھلی صاحب نے جو جواب دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

"مولانا کی عبارت خاتمیت ذاتی کے متعلق ہے۔ نہ کہ زمانی کے متعلق"

اس کے بعد ص۲۸ کی عبارت اس طرح نقل کی ہے۔

ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے۔ جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے۔ تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپکی فضیلت ثابت نہ ہوگی۔ بلکہ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم[1] بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ پھر بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہیں آئے گا۔

اس عبارت کا بھی سنبھلی صاحب کے نزدیک یہ جواب ہے کہ

"یہاں صرف خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے نہ کہ زمانی کا ص۱۹"

دیوبندی گورکھ دھندا

منظور سنبھلی دیوبندی فرقہ کا مایہ ناز مناظر اور انشا پرداز ہے۔ جس نے یہ کتاب ان تمام دیوبندی تصانیف سے اخذ کر کے اخیر میں لکھی ہے۔ جو ان عبارات کفریہ کے جواب میں بزعم خود دیوبندی اکابر نے لکھی تھیں۔ اور اس کا نام "معرکۃ القلم اور فیصلہ کن مناظرہ" رکھا۔ ان عبارات نانوتوی صاحب کا جواب دیتے ہوئے ایسا بوکھلا گیا ہے کہ ایک ہی

صفحہ ۴۴ میں اوپر جو کچھ شد و مد سے لکھا ہے۔ نیچے آ کر خود ہی اس پر پانی پھیر دیا۔ لکھتا ہے۔

تحذیر الناس کے ص۹ پر حضرت مولانا (نانوتوی) ص۴۴ نے جس خاتمیت کو خود مختار بتلایا ہے وہ یہ ہے۔ کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختم زمانی اور ختم ذاتی کو اس کی دو نوعیں قرار دیا جائے۔ اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوں نوعیں بیک وقت مراد لے لی جائیں ——

لفظ خاتم النبیین کی تفسیر کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم صاحب —— کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے۔ جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ذاتی بھی ہیں۔ اور خاتم زمانی بھی۔ اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ کیلئے اس لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہے۔ اسی صفحہ پر نیچے جا کر ص۱۴ کی عبارت کے جواب میں لکھتا ہے۔

تحذیر الناس کی عبارتوں کا صحیح مطلب —— ان میں پہلا فقرہ ص۱۴ کا ہے۔ اور یہاں حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں۔

دروغ گو را حافظہ نباشد تو مشہور ہی ہے۔ مگر نہایت افسوس کا مقام ہے۔ کہ دیوبندیوں کے اس ذمہ دار معتبر وکیل نے کیسی —— دھاندلی کا مظاہرہ کیا ہے کہ ایک ہی صفحہ میں اوپر نانوتوی کا مختار و محقق معنی یہ بیان کرتا ہے۔ کہ خاتمیت جنس ہے اور ختم زمانی و ختم ذاتی اسکی دو نوعیں ہیں اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم میں یہ دونوں نوعیں بیک وقت مراد ہیں۔

اور نیچے ص۱۴ کی عبارت کی تاویل میں یہ کہتا ہے کہ

حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں۔ اب دیوبندی ہی اس گورکھ دھندا کو حل کریں۔ کہ "مذکورہ بالا تحقیق"

---

[1] ہم مسلمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لکھتے ہیں۔ درود شریف کا یوں اختصار نجدیوں کا شیوہ ہے۔

اور "مذکورہ زیریں تحقیق" میں کیا جوڑ ہے۔ اگر "مذکورہ بالا تحقیق" درست ہے تو سنبھلی صاحب نے نیچے غلط لکھا ہے اور اگر نیچے والی تحقیق ٹھیک ہے تو اوپر بالکل خلافِ واقعہ بیان دیا ہے۔

"ہے کوئی مردِ میدان، جو اس صریح تضاد بیانی میں تطبیق دے سکے"

دیوبندیو! خدا را کچھ تو انصاف و دیانت سے کام لو۔ ایسی اکابر پرستی تمہیں سیدھی جہنم میں لے جائے گی۔ قیامت کے روز یہ مولوی جن کی تم ناجائز حمایت اور طرفداری کر رہے ہو۔ کسی کام نہیں آئے گی۔ بروزِ قیامت سید عالم، نورِ مجسم، شفیعِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کام آئیں گے۔ جن کی عظمت و احترام کو تم پسِ پشت ڈال کر اپنے گستاخ اور بے ادب ملاؤں کی صریح کفریہ عبارات کو اسلامی ثابت کرنے کی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہو۔ مگر تمہاری اس بیجا حمایت اور طرفداری نے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا۔ بلکہ ان دوراز کار فاسد اور باطل تاویلات نے ان کو مزید کفر کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ آج بھی اس ناجائز طرفداری سے باز آجاؤ۔ اور بصدقِ دل توبہ کرلو۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پکے محب اور غلام بن جاؤ۔

بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے حق کو بالکل واضح کردیا ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے۔ کہ نانوتوی محرفِ قرآن اور منکرِ ختمِ نبوت کا دامن ہاتھ میں رکھو

یا

خاتم النبیین، شفیع المذنبین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت میں آجاؤ۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ

یہ چند سطور تو پند و نصیحت کے طور استطراداً نوکِ قلم پر جاری ہو گئی ہیں۔ اب مجھے ناظرین کرام سے عرض یہ کرنا ہے۔ کہ نانوتوی صاحب کی ص۱۴، ص۲۸ کی عبارات کو تسلیم کرنے کے بعد نہ تو خاتمیت زمانی باقی رہتی ہے نہ ذاتی۔ سنبھلی اور دوسرے

ہمنواؤں کی یہ توجیہ کہ یہاں پر نانوتوی صاحب نے خاتمیت زمانی نہیں بلکہ خاتمیت ذاتی مراد لی ہے۔ اگر خاتمیت زمانی مراد ہوتی تو یہ عبارت ضرور کفر ہوتی۔ کیونکہ کوئی ذی ہوش یہ نہیں کہہ سکتا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا"۔

اقول جب فرق آتا ہے تو ختم نبوت کا انکار ہوا اور یہ کفر ہے۔ اور مولوی حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا (نانوتوی) صاحب صاف طور پر تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہو اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ کے بعد نہیں۔ بلکہ آپ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے۔ تو وہ کافر ہے۔

نوٹ یہ عبارت تحذیر الناس میں ان الفاظ کے ساتھ اوّل سے آخر تک ہرگز کسی جگہ نہیں ہے۔ خود اپنی طرف سے مصنف "شہاب ثاقب" نے گھڑ کر نانوتوی کی طرف منسوب کردی ہے۔

بہرکیف سنبھلی اور ٹانڈوی ہردو کی عبارات سے واضح ہوا کہ خاتمیت زمانی کا انکار کفر ہے۔ اور نانوتوی کو اس کفرِ صریح سے بچانے کی صورت یہ بتائی ہے۔ "کہ "یوں کہا جائے کہ تحذیر الناس کی ص۱۴، ص۲۸ کی عبارتوں میں خاتمیت سے مراد خاتمیت ذاتی ہے۔ زمانی نہیں۔ کیونکہ مولانا کا معنیٰ مختار اور محقق ذاتی ہی ہے۔ جو وہ پہلے ذکر کرچکے ہیں" وَھُوَذَالِکَ

۱ — "ختم زمانی اور ذاتی کو اس کی دو نوعیں قرار دیا جائے۔ اور قرآن عزیز کے لفظ سے یہ دونوں نوعیں بیک وقت مراد لی جائیں"

(فیصلہ کن مناظرہ ص۴۷)

سنبھلی صاحب نے مذکورہ بالا نتیجہ تحذیر الناس ص۹ کی عبارت سے نکالا ہے۔

نانوتوی صاحب نے لکھا ہے۔ کہ

"اگر یہاں خاتم مثل رجبس جنس عام رکھا جائے۔ تو بدرجۂ اولیٰ

قابلِ قبول ہے ،، لہ

مَیں کہتا ہوں ۔ کہ نانوتوی کے اس قول مختار و محقق کو تسلیم کرنے کے بعد یہ کہنا کہ ص۱۴ ، ص۲۸ میں خاتمیت سے مراد کہ اس نے صرف خاتم ذاتی مراد لی ہے ۔ سراسر باطل ہے ۔

کیونکہ اس کا قول مختار تو بقول تمہارے یہ تھا کہ لفظ خاتم سے "دونوں نوعیں بیک وقت مراد لی جائیں" اور اب تم صرف ایک نوع مراد لے رہے ہو ۔ سو جب نانوتوی ان عبارات میں صرف خاتمیت ذاتی ہی مراد لیتے ہیں ۔ تو ص۴۶ فیصلہ کن مناظرہ کی وہ تینوں صورتیں بھی محض غلط ہو جاتی ہیں ۔ جن میں تم نے یہ دعویٰ کیا تھا ۔ کہ نانوتوی صاحب کو خاتمیت زمانی اور ذاتی دونوں تسلیم ہیں اور اس کی چند صورتیں ہیں ۔

۱ ۔ ایک یہ کہ لفظ خاتم کو خاتمیت زمانی اور ذاتی کے لئے مشترک معنوی مانا جائے الخ

۲ ۔ دوسری صورت یہ کہ ایک معنی کو حقیقی اور دوسرے کو مجازی کہا جائے ۔ اور آیۂ کریمہ میں بطورِ عمومِ مجاز ایک ایسے عام معنی مراد لئے جائیں ۔ جو دونوں قسم کی خاتمیت کو حاوی ہو جائیں ۔

اب ان دونوں صورتوں کے ساتھ اپنی اس تاویل فاسد کو ملایئے ۔ جو ص۱۴ اور ص۲۸ کی عبارتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لئے تم نے بیان کی ہے ۔ کہ

"یہاں صرف خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے نہ کہ زمانی کا" (فیصلہ کن مناظرہ ص۴۹)

ایضاً " رہی ختمِ نبوت زمانی اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں ۔ اور نہ کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے ۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا " (فیصلہ کن مناظرہ ص۴۹)

لہ خاتم کو جنس عام ثابت کرنے کے لئے اس رجس نے مثال بھی رجس ہی بیان کی ہے ۔ کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ "

بہر تقدیر ۔ اس تاویل نے تمہاری وہ دونوں صورتیں باطل کر دیں ۔ جن میں تم نے عموم و اطلاق کا قول کیا ہے ۔ جب خاتمیت زمانی باقی نہ رہی تو پھر صرف خاتمیت ذاتی پر جنس عام اور مشترک معنوی ۔ عموم مجاز کس طرح صادق آئے گا ۔

اب رہی تمہاری تیسری صورت جس سے تم نے بزعمِ خویش یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ۔ کہ ختم زمانی ، ختم ذاتی کو لازم ہے ۔ اس لئے جب ختمِ ذاتی پائی جائے گی ۔ تو زمانی بھی ضرور پائی جائے گی ۔

نانوتوی صاحب لکھتے ہیں ۔

" ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے ۔ "

سنبھلی صاحب فرماتے ہیں ۔

صورت یہ ہے کہ قرآن کریم کے لفظ خاتم سے صرف خاتمیت ذاتی مراد لی جائے مگر چونکہ اس کے لئے بدلائل عقلیہ و نقلیہ خاتم زمانی لازم ہے ۔ لہذا اس صورت میں بھی خاتمیت زمانی پر آئت کریمہ کی دلالت بطورِ التزام ہو گی (فیصلہ کن مناظرہ ص۴۶)

صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب یوں رقمطراز ہیں ۔

تیسرا طریقہ یہ ہے ۔ کہ فقط ایک ہی معنی خاتم سے مراد ہوں اور وہ خاتم مرتبی (ذاتی) ہے ۔ اور اس کو خاتمیت زمانی لازم ہے ۔ (شہاب ثاقب ص۸۴)

نانوتوی صاحب اور ان کے ہی خواہوں کی ان عبارات مذکورۃ الصدر کا حاصل یہ ہے

" کہ خاتمیت ذاتی کو خاتمیت زمانی لازم ہے ۔ "

(اقول بحول اللہ اجول)

نانوتوی صاحب کی عبارت ص۲۸ میں جب یہ تسلیم کر لیا ۔ کہ اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو جائے ۔ تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا ۔ تو یہ امر بالکل ظاہر ہے ۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبی تجویز کرنے سے خاتمیت محمدی میں تو ضرور بالضرور فرق آجاتا ہے ۔ کہ اس صورت میں خاتمیت زمانی بالکل ہاتھ سے جاتی رہتی ہے چنانچہ سنبھلی صاحب بھی مانتے ہیں ۔ کہ وہ نہ کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت

صلعم[1] کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا۔"

جب خاتمیت زمانی اس عبارت نانوتوی سے باطل ہوگئی۔ تو خاتمیت ذاتی جس کو نانوتوی اور اس کے چیلے ملزوم مان رہے ہیں وہ بھی باطل ہوگئی۔ کیونکہ بطلان لازم بطلان ملزوم کی دلیل ہے۔ کما لا یخفیٰ علیٰ مَنْ لَہٗ اَدْنیٰ تعلّقٌ بالمعقولِ، لازم کے باطل ہونے سے ملزوم کا باطل ہونا اگرچہ مسلّمہ کلیہ ہے۔ تاہم بمصداق دروغ گو را بخانہ باید رسانید جھوٹے خدا کے جھوٹے پجاریوں کو اُن کے گھر میں ہی پہنچا دیتے ہیں۔

حکیم الامۃ الدیوبندیہ جناب اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان مع تغییر العنوان" کے ص۱۹ پر لکھتے ہیں۔

"اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل ہے"

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری،

تو اب بانیٔ دیوبند نانوتوی صاحب کی ان عبارات خبیثہ نے خاتمیت ذاتی اور زمانی ہر دو کا خاتمہ کر دیا۔ خاتمیت ذاتی کا صفایا تو سنبھلی وغیرہ نے خود ہی تسلیم کرلیا۔ اور ذاتی کے انکار سے زمانی کا انکار بھی ان کے مسلّمات سے پایا گیا۔ تو اب اعلیحضرت، عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا فتویٰ بالکل حق ہوا۔ اور دیابنہ کا ——— اعلیحضرت پر افترا پردازی اور قطع و بُرید کا ناپاک الزام لگانا سراسر باطل ہوگیا۔ دیوبندی تحقیق اور "حرفِ آخر" کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ گیا۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے، کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے،

تحذیر الناس کی کفریہ عبارت ص۳ کا جواب مولوی منظور سنبھلی نے یہ دیا ہے کہ خاتم سے ختمِ زمانی مراد لینے کو مولانا نے عوام کا خیال نہیں بتلایا۔ بلکہ ختمِ زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے۔ اور عوام کے اس

---

[1] صلعم لکھنا سوءِ ادب ہے صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہیئے۔ یہ اختصار مکروہ ہے۔

نظریہ سے مولانا کو اختلاف ہے ورنہ خاتمیت زمانی معہ خاتمیت ذاتی مراد لینا خود، مولانا مرحوم کا مسلک مختار ہے۔ جیسا پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔"

(فیصلہ کن مناظرہ ص۵۲ بلفظہ)

میں کہتا ہوں کہ یہ حصر کا دعویٰ سراسر باطل ہے۔ نانوتوی کی عبارت ص۳ میں کوئی کلمہ حصر کا موجود نہیں۔ اگر کسی دیوبندی میں ہمّت ہے تو نانوتوی کی عبارت سے کوئی کلمہ حصر نکال کر دکھائے۔ سنبھلی صاحب نے عبارت ص۳ یوں نقل کی ہے

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اوّل معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم[1] کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیا، سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا۔ کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"

سنبھلی صاحب نے اعلیحضرت پر اعتراض کیا کہ انہوں نے عبارات کا ماسبق اور مالحق نقل نہیں کیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ خود سنبھلی صاحب سیاق و سباق سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اپنی طرف سے ایک فرضی مفہوم نکال کر بیچارے نانوتوی کے ذمہ مڑھ رہے ہیں۔ اب یہیں دیکھیئے "یہ حصر" والی پچڑا اپنے پاس سے ہی لگالی ہے۔ چنانچہ شروع میں ہم تحذیر الناس کی عبارت کا بیان مع تفصیل کر آئے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء زماناً کو مصنف تحذیر الناس نہیں مانتا ہے

علاوہ ازیں اگر مولانا نانوتوی کا مسلک مختار خاتمیت زمانی معہ خاتمیت ذاتی ہے تو اس مسلک مختار کے بالکل برعکس ص۱۴، ص۲۸ کی عبارتوں میں سنبھلی صاحب نے خاتمیت سے مراد خاتمیت ذاتی کیوں لی ہے۔

ہاں جناب! اس مسلک مختار کے مطابق اس عبارت کا کیا معنی ہوگا" اگر

---

[1] "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"

بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

یعنی معاذ اللہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے بعد کوئی نبی تجویز کر لیا جائے تو حضور کی خاتمیت زمانی اور ذاتی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

سوال :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی سے حصر ثابت نہیں۔ بلکہ علمائے راسخین میں سے بھی کسی نے (ختمِ زمانی میں) حصر کی تصریح نہیں فرمائی —— اور اگر علمائے سلف میں سے کسی کے کلام میں حصر کا کوئی لفظ پایا بھی جائے تو وہ حصر حقیقی نہیں۔ جو کہ مولانا مرحوم عوام کا خیال بتاتے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد حصر اضافی بِالنَّظرِ اِلٰی تَاوِیْلَاتِ الْمَلَاحِدَۃِ ہے "

(دیوبندی مناظر منظور سنبھلی مصنّف فیصلہ کن مناظرہ)

جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور تمام علمائے امت نے خاتم النبیّین کا معنی صرف آخر الانبیاء، زمانا ہی کیا ہے یہ دوسرا معنی آپ کے " کودک نادان " کی اپنی ایجاد ہے۔ ورنہ دیوبندی بتائیں کہ نانوتوی سے پہلے یہ معنی کس نے کئے ہیں۔ تحذیر الناس میں نانوتوی صاحب کو تسلیم ہے۔ کہ

بوجہ کم التفاتی بڑوں (حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اور مفسرین سابقین کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں

کیا فرق آگیا۔ اور کسی طفل نادان (نانوتوی) نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشّان ہو گیا؟

گاہ باشد کہ کودک نادان
از غلط بر ہدف زند تیرے

(تحذیر الناس ص۳۴ مطبع قاسمی)

ہاں نانوتوی صاحب نے جو منگھڑت معنی بیان کئے ہیں۔ بالکل اسی کے مطابق مرزا قادیانی اور اس کے اتباع نے لکھا ہے۔ نانوتوی اور قادیانی سے قبل ذاتی، عرضی، اصلی اور ظلی کے الفاظ سے نبوّت کی تقسیم کسی نے نہیں کی۔

قولہ علمائے راسخین میں سے کسی نے حصر کی تصریح نہیں کی

اقول جب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام و صحابہ کی تفسیر کو تم نہیں مانتے۔ پھر اس کے بعد سے علمائے راسخین کو کیا مانو گے۔ لیکن کم از کم یہ تو خیال رکھنا تھا۔ کہ تمہارے اپنے اکابر نے بھی حصر کی تصریح کی ہے۔ جن کے راسخین فی الوہابیہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیجئے اپنے " شیخ العرب والعجم " ہی کی تصریح ملاحظہ کیجئے :-

" حضرت مولانا کا —— کا نزاع عام مفسرین کے ساتھ اس بارہ میں ہے۔ کہ اس آیت میں کونسے معنی لینے چاہئیں اور کونسے معنی اعلیٰ اور احسن ہیں "

شہاب ثاقب ص۸۴، ۸۵

اب بتائیے کہ مولانا کا نزاع عام مفسرین سے کیا ہے۔ کیا اس میں تسلیم نہیں۔ کہ عام مفسرین تو یہی مانتے ہیں۔ کہ خاتم النبیّین کا مفہوم زمانے کے اعتبار سے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا آخر الانبیاء ہونا ہے۔ اور اسی کو نانوتوی عوام کا خیال بتاتے ہیں۔

ایضاً۔ مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

اَنَّ اللُّغَۃَ الْعَرَبِیَّۃَ حَاکِمَۃٌ بِاَنَّ مَعْنٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ فِی الْاٰیَۃِ ھُوَ

آخِرُ النَّبِیِّینَ لَا غَیْرُ ط ۔ (ہدیۃ المہدیین صہ ۲۱)

بیشک لغت عربی اس پر حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النّبیین ہے اس کے معنی آخر النّبیین ہیں نہ کچھ اور ۔

یہی مفتی صاحب ختم النبوت فی الاثار مطبوعہ دیوبند صہ ۸ پر تصریح کرتے ہیں۔ " آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم " خاتم النّبیین ہیں ۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں ۔ اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے ۔ اور جو اس کا مفہوم ظاہر الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ وہی بغیر کسی تاویل اور تخصیص کے مراد ہے

" پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شک نہیں ۔ جو اس کا انکار کریں ۔ اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے ۔ "

دیوبندی علامہ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں ۔

" فَالظَّاہِرُ الْخَتْمُ الزَّمَانِی ولا یجوز ترکہ فان مراد الاٰیۃ بِحَسَبِ اللُّغَۃِ الْعَرَبِیَّۃِ اِنَّہٗ انتفت ابوۃ لِاَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وحلّت محلھا نبوّتہٗ وختمھا ط فکما ان الابوۃ انتفت رأسا ، فکذا النبوۃ بعدہٗ ط

واَمّا الختم بمعنی انتھاء ما بالعرض اِلٰی مَا بِالذّات فَلَا یجُوزُ ان یکون ظھر ھذہ الاٰیۃ لِاَنَّ ھٰذَا الْمَعْنٰی لَا یعرفہٗ اِلَّا اھل المعقول والفلسفۃ والتنزیل نازل متفاھم لغۃ العرب لا علی الذھنیات المخترعۃ ط (عقیدۃ الاسلام صہ ۲۰۶)

خاتم النّبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

کہ آیت کا ظاہر ختم زمانی ہے ۔ اور اس کا ترک جائز نہیں ۔ اس لئے کہ لغت عربی کے لحاظ سے آیت سے مراد یہ ہے ۔ کہ تمہارے مردوں

میں سے ہر ایک کے لئے ابوت منتفی ہے ۔ اور اسکی جگہ ختم نبوت نے لے لی ہے ۔ پس جس طرح ابوت بالکلیۃ منتفی ہے ۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کے بعد ختم نبوت بھی بالکلیۃ منتفی ہے ۔ اور لیکن ختم کے یہ معنی کہ ما بالعرض کا قصہ ما بالذات پر ختم ہو جاتا ہے ۔ (جیسا کہ قاسم نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں کیا ہے) پس نہیں جائز ہے ۔ کہ یہ آیت کا ظہر ہووے ۔ اس لئے کہ یہ معنی صرف اہل معقول اور فلسفہ کے ہاں ہی معروف ہے ۔ اور قرآن لغت عرب کے متفاہم پر اترا ہے نہ کہ ذہنیات مخترعہ پر ۔

انور شاہ کشمیری اسی کتاب کے صہ ۲۰۷ پر لکھتے ہیں ۔

اَنَّ الْاُمَّۃَ اَجْمَعَتْ عَلَی الْخَتْمِ الزَّمَانِیْ وَالْخَاتَمِیَّۃِ الْحَقِیْقِیَّۃِ فَالْقُرْاٰنُ لِقَطْعِیَّۃِ الثُّبُوْتِ وَالْاِجْمَاعُ لِقَطْعِیَّۃِ الدَّلَالَۃِ وَمِثْلُ ھٰذَا الْاِجْمَاعِ یَکْفُرُ مُخَالِفُہٗ "

ختم زمانی اور خاتمیت حقیقیہ[1] پر امت کا اجماع ہے ۔ پس قرآن سے اس کے قطعی الثبوت ہونے کیوجہ سے اور اجماع سے اس کے قطعی الدلالۃ ہونے کیوجہ سے اور ایسے اجماع کا مخالف کافر ہوتا ہے ۔

اور یہی دیوبندی فاضل اپنے رسالہ خاتم النّبیین میں لکھتے ہیں ۔

---

[1] نانوتوی صاحب لکھتے ہیں ۔ " غرض خاتم ہونا ایک امر اضافی ہے ۔ بے مضاف الیہ متحقق نہیں ہو سکتا ۔ سو جس قدر اسکے مضاف الیہ ہونگے ۔ اس قدر خاتمیت کو افزائش ہوگی ملا تحذیر الناس صہ ۲۳) اسی لئے حضور کے بعد بھی نبی کے آنے کی تجویز کرتا ہے ۔ اور یہ زعم کرتا ہے ۔ کہ صرف انبیاء گذشتہ کے اعتبار سے ہی حضور علیہ السلام خاتم نہیں بلکہ بعد میں آنے والوں کے اعتبار سے بھی خاتم ہیں ۔ اور یہ گمان کرتا ہے ۔ کہ اس معنی سے حضور کی شان دوبالا ہو جاتی ہے اور یہی مرزا صاحب کہتے ہیں ۔ فما الفرق بینہ وبین القادیانی ۔۔ منہ ۱۲

” واراده ما بالذات و ما بالعرض عرف فلسفہ است نہ عرف قرآن مجید و محاورۂ عرب و نہ نظم را ہیچگونہ ایما و دلالت برآں

(خاتم النبیین ص ۳۸)

” اور ما بالذات اور ما بالعرض کا ارادہ عرف فلسفہ ہے ۔ نہ عرف قرآن مجید اور محاورۂ عرب اور نظم قرآن کی (نانوتوی کے اس منگھڑت معنی پر) نہ اس پر دلالت ہے نہ ایماء “

یہ ہے ۔ دیوبندیوں کے فاضل محقق کی تحقیق ۔ جس نے نانوتوی ، سنبھلی ، دربھنگی اور کاکوروی کی تمام تاویلات پہ پانی پھیر دیا ہے ۔

اور لیجئے :۔ خاتم کو عام ماننے کے بعد صرف خاتم ذاتی پر اس کو محمول کرنا اصولِ فقہ کی رُو سے بھی درست نہیں ۔ دیوبندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں ۔

اَلعَامُ عِندَنَا لَا یُحمَلُ عَلَی الخَاصِ ط

عام ہمارے نزدیک خاص پر محمول نہیں ہو سکتا ہے ۔

(فتح الملہم ج ۲ ص ۱۹)

دیوبندیوں کی معروف درسگاہ جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث مولوی ادریس کاندھلوی ، لکھتے ہیں :۔

” لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوگا تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوں گے “

مسک الختام ص ۱۵

یہ صرف کلمہ حصر کا ہے یا نہیں ؟

ایضاً ۔ خاتم النبیین کے جو معنی ہم نے بیان کئے یعنی آخر النبیین کے تمام آئمۂ امت اور علمائے عربیت اور تمام علمائے شریعت ، عہدِ نبوت سے لیکر اب تک سب کے سب یہی معنی بیان کرتے آئے ہیں ۔ انشاء اللہ

ثم انشاء اللہ تعالیٰ ایک حرف بھی کتب تفسیر ، کتب حدیث میں اس کے خلاف نہ ملے گا ۔ “

(مسک الختام ص ۲۵)

ایضاً :۔ خلاصہ کلام یہ کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہی ہیں ۔ جس نبی پر یہ کتاب اُتری ۔ اس نے اس آیت کے یہی معنی سمجھے اور سمجھائے ۔ اور جن صحابہ نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھی ۔ اُنہوں نے بھی یہی معنی سمجھے ۔

” فمن شاء فلیومن و من شاء فلیکفر “

خاتمیت زمانی کے ماننے والے بفضلہ تعالیٰ اہلِ سنّت و جماعت ہیں ۔ اور اس میں تاویل و تحریف نانوتوی وقادیانی اور اس کے اتباع ہیں ۔

سنبھلی صاحب نے پہلے تو سرے سے ختمِ زمانی میں حصر سے انکار کیا ۔ پھر اخیر میں یہ پچر لگائی ۔

” اور اگر علمائے سلف میں کسی کے کلام میں حصر کا کوئی لفظ پایا بھی جائے تو وہ حصر حقیقی نہیں بلکہ حصر اضافی ہے بالنظر الیٰ تاویلات الملاحدہ “

(ملخصاً ۔ فیصلہ کن مناظرہ ص ۵۲)

خوب کہی جناب ، وہ ملاحدہ نانوتوی اور اس کے حمائتی ہی ہیں ۔ جنہوں نے معنی خاتمیت زمانی میں فاسد تاویلیں کی ہیں ۔ اور قادیانی کے لئے میدان صاف کر دیا ہے ۔ ورنہ

عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے

(شہاب ثاقب ص ۱۴)

سوال :۔ صاحب تحذیر الناس نے خاتمیت محمدی کا انکار نہیں کیا بلکہ اسکی ص ۱۴ ، ص ۲۸ کی دونوں عبارتوں کے شروع میں لفظ بالفرض موجود ہے ۔ اور مراد اس فرض سے فرضِ محال ہے ۔ جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے ۔ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ط اگر (بالفرض) ،

رحمان کی اولاد ہوتی تو میں پہلے عبادت کرنے والوں سے ہوتا ۔

دیا ہے اور اسکے ہمنواؤں کا بزعم خویش مایہ ناز استدلال ہے ۔ مگر منظور سنبھلی نے باقی تحریفات کی طرح اس پر اتنا زور نہیں دیا ۔ صرف فیصلہ کن مناظرہ ص۲۸ پر ص۱۴ کی یہ عبارت نقل کر کے

" بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو ۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے "

نیچے حاشیہ پر ص۱۴ ، ص۲۸ کی ہر دو عبارات کے بالفرض پر یہ حاشیہ لکھا ۔ ص۲۰ یہ بالفرض کا لفظ بھی قابلِ لحاظ ہے ۔ مگر اس پر مزید تبصرہ نہیں کیا کہ

" اس قابلِ لحاظ سے وہ کونسا مدعا ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔ "

جواب

——— اولاً ———

یہ بالفرض ، فرضِ محال کیلئے نہیں ہے ۔ کیونکہ سنبھلی وغیرہ نے ان عبارات کی یہ تاویل کی ہے ۔ کہ یہاں پر خاتمیت ذاتی مراد ہے تو معنی یہ ہوا ۔ کہ بفرضِ محال اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یا ان کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا

جب خاتمیت سے مراد ذاتی ہے تو پھر یہ فرضِ محال کیسے ہوا ۔ اگر اس فرض کا وقوع بھی ہو جائے تو نانوتوی کی اس مزعومہ خاتمیت میں تو کوئی فرق نہیں آتا ہے ۔ فرق تو خاتمیت زمانی میں آتا ہے ۔ جو تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے ۔

——— ثانیاً ———

نانوتوی نے ص۱۴ کی عبارت کے منہیہ میں لکھا ہے ۔ اور سنبھلی نے بھی ص۲۹ پر لکھا ہے ۔ کہ

" اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو ۔ تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا ۔ "

نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بالفرض دونوں عبارتوں میں ایک جیسا ہے ۔ اب نانوتوی ہی کی تحذیر الناس سے میں ثابت کرتا ہوں ۔ کہ اس کے نزدیک یہ فرض محال نہیں ۔ بلکہ اس کا وقوع بھی مانا جائے تو اس محرّفِ قرآن کے نزدیک حضور کی شان بڑھ جاتی ہے ۔ کیونکہ وہ ہفت(عہ) خاتم کا قائل ہے ۔ ایک طبقہ کا حضور کو خاتم ماننے سے حضور کی شان کے ۶/۷ حصے کم ہو جاتے ہیں ۔ چنانچہ لکھتا ہے ۔

" در صورت انکار اثر معلوم ، خاتمیت کے سات حصوں میں سے ایک ہی حصہ باقی رہ جاتا ہے ۔ " (تحذیر الناس ص۲۵)

اور اسی تحذیر الناس کے ص۳۵ پر لکھا ہے ۔

" بعد لحاظ مضامین مسطورہ فرقِ مراتب انبیاء کو دیکھ کر یہ سمجھیں ۔ کہ کمالاتِ انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفاد ہیں ۔ "

انبیاء سابق کے بالمقابل یہ انبیاء ماتحت کون ہوئے ؟

رہا جن کے آنے کو حضور کے زمانہ میں اور حضور کے بعد ص۱۴ و ص۲۸ میں جائز قرار دیا ہے ۔ ان کی زیادہ تفصیل دیکھنی ہو تو تحذیر الناس ص۲۵ کا مطالعہ کیجئے ۔ کہ نانوتوی صاحب انبیاء ماتحت والے قول کو اہلِ فطانت و فراست اور اہلِ فہم کا قول بتاتے ہیں ۔ اور انبیاء ماتحت نہ ماننے والوں کو بدفہم ٹھہرا دیا ۔ جیسے خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء کو نافہم کا خیال کہتے ہیں ۔

——— ثالثاً ———

اگر اس بالفرض کو فرضِ محال سے بھی تعبیر کیا جائے ۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارا کلام

عہ بلکہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کر لیں (تحذیر الناس ص۳۵) اور ان سب کا ایک خاتم ہو تو بھی نانوتوی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا ۔ کیونکہ ان سب کی نبوت عرضی ہو گی ۔

بالفرض پر نہیں بلکہ اس عبارت پر ہے کہ

" خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔ "

ہمارے نزدیک اس فرض کے بعد خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ اور اگر دیوبندیوں کی سمجھ میں اب بھی یہ بات نہ آئے۔ تو مندرجہ ذیل مختلف عبارات پر غور کریں۔ اور پھر قیاس کریں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبی تجویز کرنے سے خاتمیت میں فرق آتا ہے یا نہیں۔

۱ ــــــ اگر بالفرض دو خدا بھی مان لئے جائیں۔ تو توحیدِ خداوندی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ دیوبندیو! بتاؤ کیا توحید میں فرق آئیگا یا نہیں؟

۲ ــــــ اگر بالفرض ختمِ نبوت کے منکرین کے سر تن سے جدا کر دیئے جائیں تو ان کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند! فرق آئیگا یا نہیں؟

۳ ــــــ اگر کوئی گستاخِ رسول نام نہاد حنفی حقیقۃً وہابی دیوبندی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو پھر بھی اس کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آئے گا؟

نانوتوی صاحب کی بیجا حمایت کرنے والے اب بتائیں کہ بالفرض تین طلاقیں دینے کے بعد نکاح میں فرق آئے گا یا نہیں آئیگا؟

توجناب والا! ہمارا اعتراض بالخصوص اس جملہ پر ہے۔ " فرق نہیں آئیگا " اور بالکل بعینہٖ اسی طرح دیوبندیوں کا حجۃ الاسلام، بانیٔ دیوبند قاسم نانوتوی بھی لکھتا ہے۔

" اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ " (تحذیر الناس ص ۲۸)

ہماری پیش کردہ مثالوں میں لفظ بالفرض موجود ہے۔ فرض محال ماننے کی صورت میں وہ قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ قابلِ مواخذہ یہ لفظ ہیں۔

ــــــ " کچھ فرق نہیں آئے گا " ــــــ

جملہ اہلِ اسلام کہتے ہیں۔ کہ بالفرض حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت

محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ کیونکہ اس صورت میں حضور زمانے کے اعتبار سے آخری نبی نہیں رہیں گے۔ حالانکہ حضور کی خاتمیت زمانی قرآن کریم، احادیث متواترہ اور قطعی اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔ " کما مرّ سابقاً "

اور قاسم نانوتوی چونکہ اس ختمِ زمانی کو جُہّال کا خیال بتاتے ہیں۔ اس میں کوئی فضیلت نہیں مانتے۔ اسے اوصافِ مدح میں سے شمار نہیں کرتے۔ آیت خاتم النبیین سے ختمِ زمانی ثابت کی جائے۔ تو قرآنِ مجید کو بے ربط بتاتے ہیں۔ اور خاتم کا ایک جُدا معنی کتاب و سنت و اجماعِ اُمت کے خلاف گھڑتے ہیں۔ اس لئے یہ لکھتے ہیں۔ کہ

" حضور کے بعد نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آتا "

ناظرینِ کرام! ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ دیابنہ کی تمام تاویلات فاسدہ کا ردِّ بلیغ کر دیا ہے۔ اہلِ انصاف اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔ کہ

اعلیحضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ محمد احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کا فتویٰ، بالکل برحق ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص بغض و عناد اور ہٹ دھرمی کیوجہ سے اعلیحضرت پر طعن و تشنیع کرے تو اسکی مرضی ہے۔ مگر یہ یاد رکھے۔

فَسَوْفَ تَرَىٰ إِذَا انْكَشَفَ الْغُبَارُ
أَفَرَسٌ تَحْتَ رِجْلِكَ أَمْ حِمَارٌ

تمت

قابلِ مطالعہ کتب

باغی ہندوستان	۱۳ - ۵۰	ہمارا اسلام مکمل ۵ حصے مجلد	۱۱ - ۵۰
میلاد النبی	۳ - ۰۰	کشف المحجوب	۱۸ - ۰۰
التبشیر بردّ التحذیر	۲ - ۷۵	اوراقِ غم	۱۸ - ۰۰
آئینۂ حق	۷ - ۵۰	توضیح البیان	۷ - ۰۰
الحق المبین	۴ - ۰۰	ذکر بالجہر	۲ - ۲۵
الصوارم الہندیہ	۹ - ۰۰	حدائقِ بخشش	۷ - ۵۰
محمد رسول اللہ قرآن میں	۲ - ۰۰	انفاس العارفین	۲۰ - ۰۰
منکرینِ رسالت کے مختلف گروہ	۲ - ۰۰	تسکین الخواطر	۶ - ۰۰
پاسبان امام احمد رضا نمبر (زیرِ طبع)		رکنِ دین	۶ - ۰۰
مدارج النبوۃ مکمل ۲ جلد	۷۵ - ۰۰	اِحکامِ شریعت	۱۰ - ۵۰
سیف الجبار	۴ - ۵۰	کریمیا و نامِ حق	۲ - ۰۰
یادِ اعلیٰ حضرت	۲ - ۰۰	ختمِ نبوت	۶ - ۰۰
تاریخِ تناولیاں	۳ - ۰۰	رادالقحط والوباء	۰ - ۹۰
النیرۃ الوضیۃ	۲ - ۰۰	جماعت اسلامی	۳ - ۰۰
الحجۃ الفائحہ	۰ - ۶۰	تذکرہ علمائے اہلسنت لاہور	۱۸ - ۰۰
ایذان الاجر	۰ - ۷۵	آزادی کی ان کہی کہانی	۶ - ۵۰

مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

مکتبہ نوریہ رضویہ
گنج بخش روڈ - لاہور